KHATM-E-NUBUWWAT

ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کا ترجمان

قیمت ۸ روپے

جلد: ۲۷ | ۵ تا ۱۲/ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ جون ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۲۳

شیخ الحدیث حضرت مولانا

انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

عادلانہ و منصفانہ حکمرانی کے چند اصول

ہماری غیرت کا امتحان

تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http//WWW.khatm-e-nubuwwat.org
http://WWW.khatm-e-nubuwwat.com

حمنہ کے معنی

عالیہ تبسم، کراچی

س:...... میری ایک آٹھ سال کی بیٹی ہے، میں نے اس کا نام "حمنہ" رکھا ہوا ہے، جس وقت میں نے اس کا نام رکھا تھا، میں نے اس کے معنی سنے تھے، اللہ کی رحمت اور اسلامی ناموں کی کتاب میں پڑھا تھا کہ یہ نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی حضرت زینبؓ کی بہن کا نام تھا، اب میں نے سنا ہے کہ حمنہ کے معنی ہیں: "ایک چھوٹا سا کیڑا" آپ مجھے بتائیں کہ حمنہ کے معنی کیا ہیں؟

ج:...... آپ نے جو نام رکھا ہے، یہ صحیح ہے اور بلاشبہ یہ ایک صحابیہؓ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی کا نام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ اگر کسی صحابی یا صحابیہ کا نام غلط ہوتا تو آپ بدل دیتے تھے، جب آپ نے "حضرت حمنہ" کا نام نہیں بدلا تو اس کو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی سے سند جواز مل گئی، اس لئے آپ پریشان نہ ہوں، باقی نام میں کوئی غلط معنی نہ ہونے چاہئیں، اور الحمدللہ! اس میں کوئی غلط معنی نہیں ہے۔

حق مہر کے بدلے خلع دینا

حافظ محمد ہارون، کراچی

س:...... محترم جناب عرض یہ ہے کہ میری

مولانا سعید احمد جلال پوری

شادی کو تقریباً ایک سال ہو چکا ہے اور میری بیوی میرے ساتھ چالیس دن رہی ہے اور پھر اپنے کزن کی شادی میں شرکت کے لئے گئی اور پھر آج تک واپس نہیں ہوئی وہ اس دوران مسلسل علیحدگی کے لئے کہتی رہی تھی۔ وہ اس دوران حمل سے تھی اور وہ اب خیر سے ایک بچی کی ماں بھی ہو چکی ہے، میں اس دوران مسلسل کوشش کرتا رہا تھا کہ وہ کسی طرح سے واپس آجائیں لیکن وہ نہ آئیں، اب یہ پوچھنا تھا آپ سے کہ جو نکاح کے وقت لڑکی کا حق مہر پچیس ہزار روپے لکھا گیا تھا، وہ حق مہر سونے کی چوڑیوں کی شکل میں ادا کیا تھا، جس کی مالیت پندرہ ہزار روپے بنتی ہے، اب جبکہ میں اس کو رکھنا چاہتا ہوں اور وہ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو جو میں نے سونے کی شکل میں حق مہر ادا کیا ہے وہ اس کو رکھ سکتی ہے یا نہیں؟ آپ یہ شریعت کے حساب سے بتائیں کہ حق مہر پر اس کا حق ہے یا نہیں؟ جبکہ لڑکی اپنے منہ سے علیحدگی مانگ رہی ہے۔

ج: شرعاً جب میاں بیوی نکاح کے بعد میاں بیوی کا تعلق قائم کرلیں یا ایک کمرہ میں اس طرح اکٹھے ہو جائیں کہ اگر ہمبستری کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے تو شوہر پر پورا حق مہر واجب ہو گیا۔

صورت مسئولہ میں جب میاں بیوی کا تعلق قائم ہو چکا ہے بلکہ وہ ایک بچی کی بھی ولادت کر چکی ہے تو آپ پر اس کا پورا حق مہر واجب ہو چکا ہے۔ لیکن اگر وہ طلاق لینا چاہتی ہے اور آپ اس کو طلاق نہیں دینا چاہتے تو اس شرط پر اس کو خلع دے دیں کہ "آپ مجھ کو میرا مہر واپس کر دیں اور میں اس کے عوض آپ کو طلاق دے دوں گا" اگر وہ اس طرح کرنا چاہے تو پھر آپ کو مہر نہیں دینا پڑے گا ورنہ آپ کو حق مہر ادا کرنا پڑے گا۔ واللہ اعلم۔

طلاق بائن

محمد فیصل، گوجرانوالہ

س:...... جناب عالی! میری شادی تین سال قبل ہوئی تھی، میری اہلیہ نے اپنی مرضی سے خلع لے لی، جس میں میری رضامندی نہیں تھی، لیکن میں نے پھر بھی اس پر دستخط کر دیئے، اس خلع کو چھ ماہ ہو گئے ہیں، اور میری ایک ڈھائی سال کی بچی بھی ہے، وہ میرے پاس ہے، ان کی رضامندی سے، اب ہم آپس میں دوبارہ رجوع کرنا چاہتے ہیں اور خلع نامہ کی کاپی بھی منسلک ہے۔

برائے مہربانی آپ بتائیں کہ شریعت اس بارے میں کیا حکم کرتی ہے اور قرآن و سنت کے مطابق فتویٰ دے کر ہماری رہنمائی کریں۔

جواب: چونکہ خلع طلاق بائن کے قائم مقام ہوتا ہے، اس لئے اب نکاح جدید کے ساتھ آپ دونوں کا ملاپ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا بہتر بھی یہی ہے کہ آپ نکاح کر کے دونوں ہنسی خوشی زندگی گزاریں اور ڈھائی سال کی بیٹی کو دونوں کی شفقت اور محبت ملنے کا موقع دیں۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد
عبداللطیف طاہر

جلد:۲۷ ۱۲۲۵/ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۵۲۸/ جون ۲۰۰۸ء شمارہ:۲۲

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عدلیہ اور انتظامیہ پر عدم اعتماد	۴	مولانا سعید احمد جلال پوری
عادلانہ و منصفانہ حکمرانی کے چند اصول	۷	مولانا عبداللہ لدھیانوی
شیخ الحدیث حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ	۱۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ڈاکٹر اپنی حقیقت سے خبردار رہے	۱۴	مولانا محمد عبداللہ حسنی
ہماری غیرت کا امتحان	۱۷	جناب ابو فراز
مولانا عبدالحمید قادری کا سانحہ ارتحال	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
بزم اطفال	۲۱	مولانا قاضی احسان احمد
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷، ۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

عدلیہ اور انتظامیہ پر عدم اعتماد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

گزشتہ کچھ دنوں سے کراچی میں ایک عجیب وغریب اور نئی صورت حال دیکھنے میں آئی ہے، جو کسی اعتبار سے بھی قابلِ تحسین نہیں، دیکھا جائے تو یہ صورت حال مستقبل کے کسی بڑے حادثہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ یوں تو ایک عرصہ سے کراچی ہی کیا پورا ملک لوٹ مار، قتل، غارت، چوری، ڈکیتی اور اغوا برائے تاوان کی زد میں ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی معصوم شہری، تاجر، امیر، غریب، عورت اور مرد اس ظلم وتشدد اور بربریت کا شکار نظر آتا ہے، بلکہ اب تو ایک عرصہ سے روزنامہ جنگ کراچی نے باقاعدہ روزانہ کے اخبار میں یہ لکھنا شروع کر رکھا ہے کہ: ''آج اتنا گاڑیاں، موبائل اور نقدی چھین لی گئیں'' یا ''شہری اتنا گاڑیوں اور موبائل سے محروم ہوگئے'' وغیرہ وغیرہ۔

یہ تو طے ہے کہ جو چیز خدانخواستہ ایک بار ہاتھ سے چلی جائے، اس کا واپس آنا نہ صرف مشکل وناممکن ہے، بلکہ مجرموں کے خلاف ایف آئی آر درج کرانا یا چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں اور اوباشوں کا تعاقب کرنا خود اپنی موت پر دستخط کرنے کے مترادف ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ بعض اوقات قانون کے محافظ باقاعدہ مشورہ دیتے نظر آتے ہیں کہ چھوڑیئے صاحب! ان ظالموں کا تعاقب نہ کیجئے، آپ کو اس سے زیادہ نقصان نہ اٹھانا پڑ جائے، کیونکہ ان لوگوں کے ہاتھ لمبے ہوتے ہیں وغیرہ۔ اس مایوس کن صورت حال کا جو نتیجہ نکلنا چاہئے تھا، وہ کسی صاحب ادراک سے پوشیدہ نہیں، کیونکہ جب عوام کو کہیں سے انصاف نہ ملے تو وہ خود اپنے آپ ظلم وجبر کا مداوا کرتی ہے بلکہ اپنے تحفظ وحفاظت کا انتظام کرتی ہے، چنانچہ وہی کچھ ہوا، لیجئے اس کی روئیداد پڑھئے روزنامہ جنگ کراچی میں ہے:

''کراچی (اسٹاف رپورٹر) رنچھوڑ لائن کے عوام نے ۳ ڈاکوؤں پر تشدد کے بعد انہیں زندہ جلا ڈالا، پولیس کے مطابق بدھ کی دوپہر ۳ مسلح ڈاکو تھانہ عیدگاہ کی حدود رنچھوڑ لائن چوک کے قریب واقع ٹمبر مارکیٹ کی سومرو گلی میں قائم سمعیہ مکرم اپارٹمنٹس کی تیسری منزل پر حاجی ابراہیم سومرو کے فلیٹ میں داخل ہوئے اور اسلحے کے زور پر اہلِ خانہ کو یرغمال بنا کر لوٹ مار شروع کردی۔ اسی دوران حاجی ابراہیم کے نوجوان بیٹے ۲۵ سالہ محمد اکبر سومرو نے ڈکیتی میں مزاحمت کی۔ جس پر ڈاکوؤں نے فائرنگ کرکے انہیں زخمی کردیا اور لوٹ کا مال لے کر فرار ہونے لگے۔ ڈاکوؤں کے فلیٹ سے نکلتے ہی اہل خانہ نے شور مچادیا، جسے سن کر محلے کے لوگ جمع ہوگئے، جنہوں

نے ڈاکوؤں کو پکڑ کر ان پر شدید تشدد شروع کر دیا، جس سے تینوں ڈاکو ادھ مرے ہو گئے۔ اسی اثناء میں متعلقہ پولیس بھی جائے وقوع پر پہنچ گئی اور ڈاکوؤں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر مشتعل افراد نے نہ صرف انہیں پولیس کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا بلکہ بعض پولیس والوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا، اس صورت حال میں مزید پولیس نفری طلب کر لی گئی، تاہم اس سے قبل ہی پولیس کی موجودگی میں مشتعل افراد نے تینوں ڈاکوؤں پر پیٹرول چھڑک کر انہیں زندہ جلا دیا، جس کے نتیجے میں ۲ نامعلوم ڈاکو موقع پر ہی ہلاک ہو گئے، جبکہ ایک شدید زخمی ڈاکو کو بعد ازاں سول اسپتال پہنچایا گیا، جہاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ بھی ہلاک ہو گیا، تینوں ڈاکوؤں کی لاشیں شناخت کے لئے ایدھی سردخانہ سہراب گوٹھ میں رکھوادی گئی ہیں۔“ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۵/مئی ۲۰۰۸ء)

اس کے ساتھ ہی ۱۸/مئی ۲۰۰۸ء کی اخبار میں ہے کہ نارتھ ناظم آباد اور نارتھ کراچی میں عوام نے مزید دو ڈاکوؤں کو زندہ جلا دیا، جن میں سے ایک ہلاک ہو گیا اور دوسرے کو بچا لیا گیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۸/مئی ۲۰۰۸ء)

قتل و غارت اور لوٹ مار سے تنگ عوام نے نہ صرف ڈاکوؤں کے خلاف انتہائی قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا بلکہ پولیس و انتظامیہ میں سے جو لوگ ڈاکوؤں کو ان کے چنگل سے چھڑانے آئے انہوں نے ان پر بھی دھاوا بول دیا۔ چنانچہ روزنامہ امت کے مطابق عوام نے ڈاکوؤں کو بچانے والے سادہ لباس اے ایس آئی خالد کو ملزمان کا ساتھی سمجھتے ہوئے پیٹرول چھڑک کر آگ لگانے کی کوشش کی۔ (روزنامہ امت کراچی، ۱۸/مئی ۲۰۰۸ء)

ڈاکوؤں کی لوٹ مار اور قتل و غارت گری کتنا ہی قبیح فعل سہی، مگر اس کے رد عمل میں عوام کا براہ راست ان کو سزا دینا، ان کو قتل کرنا یا ان کو زندہ جلا دینا بہت ہی خطرناک امر ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اب عوام کا حکومت، پولیس، انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے، اور اب وہ اپنی مظلومیت کا مداوا خود کرنا چاہتی ہے، بلاشبہ عوام کی اس کارروائی کو حکومت، پولیس، عدلیہ اور انتظامیہ ”قانون اپنے ہاتھ میں لینے“ سے تعبیر کرے گی اور اس کی کسی اعتبار سے حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی، چنانچہ اخباری اطلاع کے مطابق تین ڈاکوؤں کو پکڑ کر زندہ جلانے کے الزام میں ۱۷ افراد کو گرفتار کر کے حوالہ زنداں کیا جا چکا ہے۔
(روزنامہ امت کراچی، ۱۷/مئی ۲۰۰۸ء)

لیکن سوال یہ ہے کہ اس ساری صورت حال کی ذمہ دار مظلوم عوام ہی کیوں؟ کیا حکومت انتظامیہ اور ہماری نامدار پولیس اور بیوروکریسی اس کی مجرم نہیں ہے؟ اس لئے کہ اگر مجبور، مقہور اور مظلوم عوام کی مظلومیت کا مداوا کیا جاتا، اس کی اشک شوئی کی جاتی اور قاتلوں، ڈاکوؤں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا تو عوام اس انتہائی اقدام پر کیوں مجبور ہوتی؟

دوسری طرف اب تک کی صورت حال یہ رہی ہے کہ قاتل، ڈاکو اور اغوا کار کھلے عام قتل و غارت گری اور اغوا برائے تاوان جیسے جرائم کا ارتکاب کرتے اور فائرنگ کرتے ہوئے سر عام فرار ہو جاتے اور ان کا کسی قسم کا کوئی تعاقب نہیں کیا جاتا تھا، قاتل و دہشت گرد کھلے عام دندناتے پھرتے مگر ان کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکتا، اگر بالفرض کہیں کوئی قاتل، ڈاکو اور اغوا کار دھر لیا جاتا تو چند دنوں بعد چھوٹ جاتا اور مخالفین کو اپنے غیظ و غضب اور انتقام کا نشانہ بناتا، دوسری جانب نہتے عوام اور مظلوموں کی مدد کے سلسلہ میں حکومت، انتظامیہ اور پولیس تک بے بس نظر آتی، اس صورت حال کا جو کچھ نتیجہ اور ثمرہ نکلنا تھا، یقیناً وہ اس سے مختلف نہ تھا۔

بہرحال اب بھی وقت ہے حکومت، انتظامیہ، بیوروکریسی اور پولیس جرائم پر قابو پائے، قتل و غارت گری کا سدباب کرے اور عوام پر اپنا اعتماد بحال کرے، ورنہ اس کا شدید اندیشہ ہے کہ کہیں بپھری ہوئی عوام ڈاکوؤں، چوروں اور قاتلوں کے ساتھ ساتھ پولیس پر پیٹرول چھڑک کر ان کو آگ نہ لگا دے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

درسِ حدیث

کھانے کے آداب واحکام

چھری سے گوشت کاٹنے کی اجازت

''جعفر بن عمرو بن امیہ الضمریؒ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے شانے کا گوشت چھری سے کاٹا، پھر اس میں سے تناول فرمایا، پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وضو نہیں فرمایا۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶)

تشریح:

کھانے کو چھری سے کاٹنا اگر ضرورت کی بناپر ہو تو صحیح ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس موقع پر چھری سے کاٹنا اس بناء پر تھا کہ گوشت پورا تیار نہیں ہوا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لئے تشریف لے جانے کی جلدی تھی۔

اس حدیث میں جو ذکر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو نہیں فرمایا، یہ کہنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اس مسئلے میں اختلاف ہوا کہ آیا آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو لازم آتا ہے یا نہیں؟ بعض حضرات اس کے قائل تھے، لیکن بالآخر پھر اس پر اجماع ہوگیا کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہیں آتا، اور جن احادیث سے اس کا شبہ ہوتا ہے وہ یا تو منسوخ ہیں یا اس سے لغوی معنی یعنی کلی کرنا اور منہ صاف کرنا مراد ہے۔

گوشت کا کون سا حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا؟

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا، پس دستی کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا گیا اور یہ گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں سے نوچ کر تناول فرمایا۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶)

تشریح:

دستی کا گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب ہونا، بعض اکابرؒ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ گوشت کا یہ حصہ جلدی تیار ہوجاتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ مصروفیت بہت ہوا کرتی تھی، اس لئے جو حصہ جلدی تیار ہوجاتا تھا اس کو پسند فرماتے تھے تاکہ تناول فرماکر کام میں لگیں۔

اور بعض حضرات نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ گوشت زود ہضم بھی ہوتا ہے اور اس میں ریشہ نہیں ہوتا۔

''عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ دستی کا گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا، لیکن بات یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کبھی گاہے گاہے میسر آتا تھا۔ (ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول ہوتے تھے) پس یہ گوشت جلدی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا، کیونکہ یہ حصہ جلدی تیار ہوجاتا ہے۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶)

تشریح:

اوپر اس ناکارہ نے جن دو وجوہ کا ذکر کیا ان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

میں سے ایک یہ ہے اور یہ چونکہ خود حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اس لئے بلاشبہ اس کو ترجیح حاصل ہے، اگرچہ دوسری توجیہ بھی اس کے خلاف نہیں، بلکہ بعید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت سلیمہ اس کی معنوی خصوصیات کی بناپر اس سے رغبت رکھتی ہو گویا ایک ظاہری وجہ ہے اور ایک باطنی۔

سرکہ کے بارے میں

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت ہی اچھا سالن ہے سرکہ۔''

تشریح:

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں یہ قصہ مذکور ہے کہ: میں ایک جگہ بیٹھا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو ہاتھ کے اشارے سے مجھے بلایا، میں اٹھ کر آیا تو میرا ہاتھ پکڑ کر امہات المومنینؓ میں سے ایک بی بی کے پاس لے گئے، اندر تشریف لے جاکر مجھے بلایا، میں اندر گیا تو گھر والوں سے فرمایا کہ: کھانے کی کوئی چیز ہے؟ چنگیر میں رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین روٹیاں پیش کی گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی سامنے رکھ لی، ایک میرے سامنے رکھ دی اور ایک روٹی آدھی اپنے سامنے اور آدھی میرے سامنے رکھی، پھر فرمایا: روٹی کے ساتھ کھانے کو سالن بھی ہے؟ عرض کیا گیا: سالن کچھ نہیں، البتہ سرکہ ہے، فرمایا: وہی لاؤ! سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے! سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے! اس حدیث پاک سے سرکہ کی فضیلت معلوم ہوئی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تب سے سرکہ مجھے محبوب ہوگیا۔

عادلانہ و منصفانہ حکمرانی کے چند اصول

مولانا عبداللہ لدھیانوی

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں جس قدر یا جس نوعیت کی اچھائیاں یا بُرائیاں پھیلتی ہیں ان سب کی جڑ حکومتِ وقت ہوتی ہے، اس لئے کہ انتظامات و اختیارات حکمرانوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ افراد و ارکان دولت اگر نیک، خداترس و خداپرست اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے والے ہیں تو یہ حکومت رعایا کے لئے عین رحمت خداوندی ہے، ورنہ غضب الٰہی، کیونکہ حکام کی غیر ذمہ دارانہ حرکات و سکنات اور ظلم و ستم میں اتنا اثر ہوتا ہے جو دنیا کے کسی فساد میں نہیں ہوتا اور علم و عمل فرمانروائی کی، ایسی مضبوط و غیر متزلزل بنیادیں ہیں جنہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہلا سکتی، حاکم کا یہ فرض ہے کہ شب و روز یہ خیال رکھے کہ حق تعالیٰ نے مجھے کسی لئے یہ کرسی یا تخت نشین بنایا ہے، میری ابتدا قطرہ پانی اور انتہا ایک مشتِ خاک کے سوا اور کیا ہے جو احکم الحاکمین کی مرضی کے مطابق کام ہو وہ میرا ذخیرہ ہے، باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا، جب یہ باتیں ذہن نشین کرلے گا تو اس کے لئے حکمرانی بہ نصرت ایزدی آسان سے آسان تر ہو جائے گی اور سب پریشانیاں اور الجھنیں ختم ہو جائیں گی، کیونکہ حاکم عادل و خداپرست جب احکامِ الٰہی کے مطابق حکومت کرتا ہے تو اس کا ہر فعل ایک عبادت ہے جو حق کی غیبی و ظاہری نصرتوں کو اپنی طرف بدرجہ اتم مبذول کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے، صادق و مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بادشاہ کا ایک دن کا عدل ساٹھ برس کی لگاتار عبادت کرنے سے افضل ہے، کیونکہ عبادت سے صرف اپنی جان جہنم سے بچانا مقصود ہے اور عدل میں تمام مخلوق خدا پر رحم کھانا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ سات آدمی قیامت کو عرش کے سایہ میں ہوں گے، ان میں پہلا بادشاہ عادل ہوگا جو بادشاہ اللہ کی مخلوق پر رحم کھانے والا ہو، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا، ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ بادشاہ عادل کے لئے ساٹھ صدیق مستعد عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اور فرمایا بادشاہ عادل احکم الحاکمین کا بہت ہی مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم اللہ تعالیٰ کا بہت معذب اور بڑا دشمن ہے، فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے کہ تمام رعایا کے عمل نیک جتنے ہوتے ہیں، ہر روز بادشاہ عادل کے بھی اتنے نیک عمل فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اس کی ایک نماز ستر ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

جب یہ امر ہے تو اس سے زیادہ کون سا نفع بخش کام ہوگا اور جو شخص اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنے خداداد اختیارات کو مخلوقِ خدا پر ناجائز استعمال کرکے اپنی خواہشات کو پورا کرتا رہے اس سے زیادہ تباہ حال و آخروی عذاب کا مستحق کون ہوگا؟

بلکہ اس روش پر گامزن شخص ملک و ملت کے لئے باعث ننگ و عار ہے اور اس کا سب سے بڑا اور حقیقی سبب دین سے بے تعلقی ہے، اگر دین سے تھوڑا سا لگاؤ بھی ہو تو دنیا و آخرت کا اس قدر نقصان نہ ہو۔

لہٰذا نیک سیرت، خداترس، منصف مزاج، ملک و ملت کے بہی خواہاں حکام اور قوم و ملک کے ذمہ دار نفوس کی یاد دہانی کے لئے کتاب و سنت کی روشنی میں حکمرانی کے ایسے دس قاعدے پیش کئے جاتے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ملک و قوم کا انتظام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہو سکتا ہے۔

حکمرانی کے دس اصول

۱:...... جو مقدمہ پیش ہو تو حاکم اول اپنے آپ کو رعیت خیال کرے اور غیر کو حاکم، پھر جو اپنے لئے پسند نہ کرے وہ دوسرے کے لئے بھی اچھا نہ سمجھے، اگر اس کے برعکس کرے گا تو عنداللہ دغاباز اور خائن شمار ہوگا، بدر کی لڑائی کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سایہ میں اور صحابہ کرامؓ دھوپ میں بیٹھے تھے تو جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آپ سایہ میں اور باقی لوگ دھوپ میں بیٹھے ہیں، اس تھوڑی سی بات پر بھی گلہ ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوزخ سے نجات پانے کو پسند کرتا ہے اور جنت کا مشتاق ہے اسے چاہئے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا دنیا سے رخصت ہو اور جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتا کسی کے لئے بھی پسند نہ کرے اور جو شخص صبح اس حالت میں اٹھے کہ اس کا جی علاوہ خدا کے کسی اور چیز سے لگا ہوا ہو تو وہ مردِ خدا نہیں اور اگر وہ مسلمانوں کے کام اور ان کی خدمت سے مستغنی ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

۲:...... بادشاہ اور حاکم اپنے دروازے پر حاجت مندوں کا انتظار باعث نقصان سمجھے اور اس

خطرے سے پُر حذر رہے، جب تک صاحب حاجت کی ضرورت پوری نہ کرلے، تب تک کسی نفلی عبادت میں ہرگز مشغول نہ ہو، کیونکہ نفلی عبادات سے حاجت مندوں کی ضرورت براری کرنا افضل ہے، ایک دن خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ظہر کے وقت تک خدمت خلق میں مصروف رہے، جب آپ تھک گئے تو آرام لینے کو تھوڑی دیر گھر تشریف لے گئے، آپ ابھی جاکر لیٹے ہی تھے کہ آپ کے بیٹے نے آکر عرض کیا یاامیرالمومنین! آپ کس سبب سے اطمینان میں ہیں؟ شاید آپ کو اس وقت موت آجائے اور کوئی حاجت مند انتظار میں ہو تو آپ عنداللہ قصوروار ہوجائیں آپ نے فرمایا: بیٹے درست کہتے ہو، آپ فوراً اٹھ کر واپس تشریف لے گئے۔

۳:..... حکمران قانع ہو اور سب عیش وعشرت کا تارک اور سپاہی ہو، کیونکہ بغیر اوصاف جمیلہ کے عدل وانصاف حق رسی محال ہے جو سلطنت کی روح ہے، امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے حضرت سلمانؓ سے دریافت فرمایا کہ میرا حال جو تمہارے لئے ناپسند ہو کہہ دو، آپ نے فرمایا کہ ایک بار دو طرح کا سالن آپ کے دستر خوان پر ہوتا ہے اور آپ دو کُرتے رکھتے ہیں، ایک رات کا اور ایک دن کا، آپ نے فرمایا: یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

۴:..... حاکم وبادشاہ رعیت سے نرمی برتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو حاکم رعیت سے نرمی برتتا ہے، خدا تعالیٰ قیامت کو اس کے ساتھ نرمی برتے گا۔ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اس کے ساتھ سختی کرنا اور فرمایا کہ حاکم حکومت کا حق بجالائے تو حکومت اس کے حق میں اچھی ہے اور جو اس میں قصور کرے اس کے لئے بُری ہے ہشام بن عبدالملک خلیفہ نے علامہ ابو حازمؒ سے دریافت فرمایا کہ حکومت میں نجات حاصل ہونے کی کیا تدبیر ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو درہم بادشاہ یا حاکم لے حلال لے کر مستحقین پر صرف کرے، فرمایا یہ کوئی کرسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ کرسکتا ہے جس کو عذاب قبر کی طاقت نہ ہو اور جنت ورضاالٰہی کا طالب ہو۔

۵:..... بادشاہ یا حاکم یہ کوشش کرے کہ قانون سماوی کے مطابق رعایا اس سے خوش رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے بدتر وہ حاکم ہیں جو تمہیں دشمن رکھیں اور تم ان کو دشمن رکھو وہ تمہیں لعنت کریں اور تم ان کو لعنت کرو، حاکم کو کسی کی تعریف کرنے سے مغرور نہیں ہونا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ سب اس سے خوش ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ڈر کے مارے اس کی تعریف کررہے ہوں، بلکہ حاکم پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے معتبر ذرائع سے اپنا غائبانہ حال لوگوں سے دریافت کرتا رہے، کیونکہ انسان اپنے عیوب دوسروں ہی کے ذریعہ جان سکتا ہے۔

۶:..... حاکم بادشاہ آسمانی احکام کے خلاف عمل پر کسی کی رضامندی نہ تلاش کرے، کیونکہ اس کی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہ دے گی، یہ ضروری بات ہے کہ جب حاکم ظالم کو سزا دے گا تو ظالم کے مددگار ناراض ہوں گے اور دوسرے خوش تو فریقین کو خوش کرنا مشکل ہے، لہٰذا وہ بڑا نادان ہے جو مخلوق کی رضامندی کے لئے خدا کو چھوڑ دے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجئے۔ حضرت صدیقہؓ نے جواب لکھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص خلائق کی خوشی میں حق تعالیٰ کی خوشی چاہتا ہے حق تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور مخلوق کو اس سے خوش کردیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ناخوشی میں مخلوق کو خوش کرنا چاہتا ہے تو خدا اس سے ناخوش ہوجاتا ہے اور مخلوق کو بھی اس سے ناراض کردیتا ہے۔

۷:..... حاکم اور بادشاہ پر لازم ہے کہ مرتبہ حکومت کو بڑا خطرناک کام سمجھے کیونکہ خلق خدا کا کفیل ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اس کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اس کے برابر کوئی سعادت مند اور نہیں ہے، اگر اس میں قصور و تساہل کرتا ہے تو اس کے نیچے اور کوئی شقاوت کا درجہ نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑ کر مجمع قریش میں تقریر فرمائی کہ قریش جب تک تین کام کرتے رہیں گے تب تک قریش ہی میں سے سلاطین وحکام پیدا ہوتے رہیں گے، لوگ اگر ان سے مہربانی چاہیں تو مہربانی کریں، جو شخص ایسا نہ کرے گا تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت، خدا تعالیٰ نہ اس سے فرض قبول کرے نہ سنت، ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی دو آدمیوں پر بھی حکمران ہو اور وہ ظلم وستم کو روا رکھتا ہو تو اس پر خدا کی لعنت، فرمایا تین آدمی ہیں، جن پر قیامت کو خدا نظر رحمت نہیں کرے گا، اول سلطان دروغ گو، دوسرا بوڑھا زناکار، تیسرا فقیر متکبر ولاف زن۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ مشرق ومغرب کا ملک عنقریب تمہیں فتح ہوگا اور وہاں کے عمال دوزخ میں پڑیں گے، مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے اور امانت گزار رہے، آپ کا ارشاد ہے کہ جس حاکم کو خدا تعالیٰ نے رعیت حوالے کی ہو وہ اگر دغابازی کرے گا اور رعایا پر شفقت نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر بہشت کو حرام کردے گا اور فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سرداری دی اس نے ان کی ایسی نگہبانی نہ کی جس طرح کہ اپنے گھر والوں کی کرتا ہے تو اس سے کہہ دو کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے

اور فرمایا کہ میری امت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہیں گے ایک ظالم بادشاہ دوسرا بدعتی جو دین میں فساد کر کے حد سے گزر جائے۔

اور فرمایا کہ ظالم بادشاہ پر قیامت کو بڑا عذاب ہوگا۔ فرمایا: پانچ آدمیوں سے خدا ناخوش ہے، اگر دنیا میں ان کو عذاب دے تو سخت عذاب دے ورنہ دوزخ میں تو ان کی جگہ ہوگی، ان میں سے ایک امیر قوم ہے جو اپنا حق تو ان سے لے لے، لیکن ان کی دادرسی نہ کرے اور نہ ان سے ظلم موقوف کرے، دوسرا رئیس مال دار ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور وہ قوی وضعیف کو برابر نہ سمجھے بلکہ طرف داری سے بات کرتا ہو، تیسرا وہ شخص ہے جس نے مزدوری کرا کر عوضانہ روک لیا ہو، چوتھا وہ جو اپنے اہل وعیال کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم نہ کرے اور نہ ان کو دین کی بات سکھائے اور نہ ان کے خرچ وغیرہ کا خیال کرے پانچواں وہ شخص ہے جو مہر وغیرہ کے بارے میں اپنی جورو پر ظلم کرے۔

فرمایا: جس کی دس آدمیوں پر بھی حکومت ہوتی ہے اس کو قیامت کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے خدا کے حضور میں لایا جائے گا، اگر وہ نیک ہوگا تو خلاصی پائے گا ورنہ ایک برائی مزید کردی جائے گی۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اس دن جب کہ یہ اس کے روبرو حاضر ہوگا، مگر وہ جس نے دادرسی کی ہو حق ادا کیا ہو، طمع کے موافق حکم نہ کیا ہو، قرابت والوں کی بے جا حمایت نہ کی ہو، کسی ڈر یا لالچ کی وجہ سے حکم نہ بدلا ہو، کتاب اللہ کو پیش نظر رکھ کر دنیا میں حکمرانی کی ہو۔

آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کو جملہ حکام کو احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر کیا جائے گا اور ارشاد ہوگا کہ تم میری بکریوں کے چرواہے تھے اور میری زمین کی مملکت کے خزانہ دار تھے، میرے حکم سے زیادہ تم نے کسی پر کیوں حد لگائی اور سزا دی۔ عرض کریں گے کہ اے احکم الحاکمین اس غصہ کی وجہ سے کہ انہوں نے تیرے حکم کی خلاف ورزی کی تھی، حکم ہوگا کہ کیا میرے غصے سے تمہارا غصہ زیادہ تھا، جن حکام نے حد لگانے میں رعایت برتی ہوگی ان کو حکم ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کم سزا کیوں دی۔ عرض کریں گے کہ اے اللہ العالمین! ہم نے ان پر رحم کیا، ارشاد ہوگا کیا تم مجھ سے زیادہ رحیم تھے؟ اس کے بعد دونوں گروہوں کو پکڑ کر دوزخ کے گوشے ان دونوں سے بھر دیئے جائیں گے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ کسی حاکم کی تعریف نہیں کرنا، خواہ وہ نیک ہو خواہ بد۔ آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حاکم خواہ ظالم ہو خواہ عادل صراط پر ٹھہرائے جائیں گے پھر حق تعالیٰ صراط کو حکم دیں گے کہ انہیں ایک جھٹک دے، جس جس نے حکم میں ظلم کیا ہوگا یا رشوت لے کر فیصلہ کیا ہوگا یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سنی ہوگی، یہ سب دوزخ میں گر پڑیں گے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام لباس بدل کر جب نکلتے تو اپنے متعلق لوگوں سے دریافت کیا کرتے کہ داؤد کیسا ہے؟ ایک بار حضرت جبرائیل امینؑ آدمی کی صورت میں آپ کے سامنے آئے، آپ نے حسب عادت ان سے بھی یہی سوال کیا، جبرائیل امینؑ نے جواب دیا کہ داؤد بڑا نیک مرد ہے، اگر بیت المال سے نہ کھائے بلکہ اپنا کما کر کھائے۔ داؤد علیہ السلام عبادت خانہ میں گئے اور دعا مانگی کہ اے مولا! کوئی دستکاری سکھا دے تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤں۔ حق تعالیٰ نے آپ کی دعا منظور فرمائی اور آپ کو زرہ بنانے کی تعلیم بخشی۔

بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت اقدس میں اپنا قاصد بھیجا تاکہ آپ کی صورت وسیرت و دیگر حالات معلوم کر کے آئے، ایلچی نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر مسلمانوں سے ان الفاظ سے آپ کو دریافت کیا این ملککم یعنی تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ نہیں، ہمارا امیر ہے جو ابھی شہر سے باہر تشریف لے گئے ہیں، ایلچی نے باہر نکل کر آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ دھوپ میں سوئے ہوئے ہیں اور چہرہ مبارک سے پسینہ اس قدر ٹپک رہا ہے کہ زمین تر ہو چکی ہے اور بجائے تکیہ کے زرہ یا کوڑا مبارک سر کے نیچے رکھا ہوا ہے، یہ حال دیکھ کر ایلچی پر بڑا اثر ہوا کہ ہائے جس کی ہیبت سے تمام روئے زمین کے بادشاہ لرزاں وبے قرار ہیں، تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو۔

پھر عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ نے عدل کیا اس وجہ سے بے کھٹک سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے، جس کی بنا پر خواہ مخواہ ہراساں رہتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین حق ہے، اگر میں قاصد بن کر نہ آتا تو آج ہی مسلمان ہو جاتا، انشاء اللہ پھر حاضر ہو کر گوہر ایمانی سے اپنا دامن مقصود پر کروں گا، لہٰذا حاکم کا فرض ہے کہ علمائے ربانی اور پرہیزگار لوگوں کی صحبت کو لازم پکڑے اور بے عمل اور لالچیوں سے بچے۔

۸:...... بادشاہ اور حاکم وامیر کو علمائے حقانی کی ہم نشینی اپنے اوپر لازم سمجھنی چاہئے تاکہ ان کی صحبت سے دل منور ہو اور لالچی لوگوں سے سخت پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ لالچی لوگ بے جا تعریفیں اور مکر وحیلہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور حکام کے عیوب کو ان کی آنکھوں کے سامنے خوبیوں میں تبدیل کر کے دکھاتے ہیں تاکہ حق رسی تک اس کی رسائی نہ ہو، وہ اس کو اسی طرح اندھیرے میں رکھ کر اپنا الو سیدھا کرتے رہیں۔

علمائے حقانی وہ لوگ ہیں جو کسی سے طمع ولالچ

نہ رکھیں اور حق بات کہنے سے نہ رکیں۔

حضرت شقیق بلخیؒ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس گئے ہارون الرشید نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ زاہد ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں شقیق ہوں، زاہد نہیں ہوں، ہارون الرشید نے عرض کیا کوئی نصیحت کرو، آپ نے فرمایا: خداوند کریم نے تجھے صدیق اکبرؓ کی جانشینی دی ہے، جس طرح خدا ان سے صدق چاہتا تھا، اسی طرح تم سے بھی چاہتا ہے، حق تعالیٰ نے تجھے صدیق اکبرؓ عمر فاروق اعظمؓ کی جگہ دی ہے، جس طرح ان سے حق و باطل میں فرق چاہتا تھا اسی طرح تجھ سے چاہتا ہے، حضرت عثمان ذی النورین کی جگہ دی گئی اور یہ اللہ کا عطیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان سے شرم وحیاء چاہی ہے اسی طرح تجھ سے بھی حیاء چاہتا ہے، جناب علی مرتضیٰؓ کی جگہ تجھے بٹھایا ہے، جس طرح ان سے علم وعدل چاہا گیا تھا اسی طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے، ہارون الرشید نے کہا اور نصیحت کریں، آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایک قید خانہ بنا رکھا ہے جس کو دوزخ کہتے ہیں تجھ کو اس کا دربان بنا رکھا ہے اور تجھ کو تین چیزیں دی ہیں: (۱) بیت المال کا مال، (۲) تلوار، (۳) تازیانہ اور حکم فرمایا ہے کہ تو ان تینوں چیزوں کے ذریعہ سے لوگوں کو جہنم سے اس طرح بچا کہ جو غریب ومحتاج تیرے پاس آئے اس کو مال سے محروم نہ کر، جو خدا کی نافرمانی کرے اسے تازیانے سے مار، جو کوئی ناحق قتل کر ڈالے، ولی مقتول کی اجازت سے قاتل کو بھی مار ڈال، اگر ایسا نہیں کرے گا تو دوزخ میں سب سے پہلے تو جائے گا اور لوگ تیرے پیچھے، ہارون الرشید نے عرض کیا اور۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایک چشمہ ہے اور تیری رعایا دنیا میں نہریں ہیں چشمہ اگر صاف اور روشن ہو تو یہ نہریں گدلی کچھ نقصان نہیں دیتیں، اگر چشمہ صاف اور روشن نہ ہو تو نہروں کی صفائی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید اپنے مصاحب عباسؓ کے ساتھ حضرت فضیل عیاضؒ کی خدمت میں گیا، جب ان کے دروازے پر پہنچا تو آپ قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے:

"ام حسب الذین اجترحوا
السیات ان نجعلهم کالذین آمنوا
وعملوا الصلحت سواء محیاهم
ومماتهم ساء ما یحکمون۔" (پ:۲۵)

ہارون الرشید نے کہا اگر ہم نصیحت لینا چاہیں تو یہ آیت ہمارے لئے کافی ہے، اس کے معنی یہ ہیں:

"آیا سمجھتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے بُرے کام کئے یہ کہ برابر رکھیں گے ان کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے، برابر ہے ان کی زندگی اور موت بُرا حکم تھا جو انہوں نے کیا۔"

پھر ہارون الرشید کے حکم سے عباسؓ نے دستک دی، اور عرض کیا کہ امیر المومنین آئے ہیں، دروازہ کھلوا اندر سے جواب ملا کہ میرے پاس امیر کا کیا کام ہے، عباسؓ نے کہا کہ امیر کی اطاعت کرو، تب انہوں نے دروازہ کھولا، رات کا وقت تھا، دروازہ کھلتے ہی چراغ گل کر دیا گیا، اندھیرے میں ہارون الرشید نے ادھر ادھر ہاتھ مارے جب فضیلؒ سے مصافحہ کیا تو حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر جہنم سے نہ بچے تو افسوس ہے، پھر فرمایا: امیر المومنین قیامت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب کے لئے تیار رہ، کیونکہ خداوند عادل وقادر مطلق نے تجھ سے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر انصاف وبے انصافی کے متعلق سوال کرنا ہے۔ ہارون رونے لگا، عباسؓ نے کہا کہ: اے فضیلؒ! خاموش رہو تم نے امیر المومنین کو مار ہی ڈالا، اس کے جواب میں حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ ہارون میں تجھے کہہ دیتا ہوں کہ جو کچھ تیرے پاس ہے، اس سے ہاتھ کھینچ اور جو دوسروں کا مال ہے انہیں واپس پھیر دے میں اس کا حق دار نہیں ہوں۔

اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید رخصت لے کر چلا گیا، ایک مرتبہ خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ نے محمد بن کعب القرظی سے کہا کہ عدل کی تعریف کرو، فرمایا کہ جو مسلمان تجھ سے چھوٹا ہو، اس کو اپنی اولاد سمجھ اور ان سے ایسا برتاؤ کر جیسا باپ بیٹے سے کرتا ہے، اور جو مسلمان تجھ سے بڑا ہے اس کو اپنے والد کی جگہ سمجھ اور اس سے وہی برتاؤ اور سلوک کرو جو اپنے بڑوں سے تجھے کرنا ضروری اور فرض ہے، جو تیرے برابر کا ہو اس کو اپنا بھائی سمجھ اور بھائی کا سا سلوک کر اور ہر قصور وار کو اس کی بدعملی کے مطابق سزا دے، خبردار کسی کو اپنی نفسانیت اور غصہ کی وجہ سے تازیانہ نہ مار ورنہ تیری جگہ جہنم ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرت ابوقلابہ عمر بن عبد العزیزؒ کے پاس تشریف لے گئے عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی خلیفہ باقی نہیں رہا، سوائے تیرے، عرض کیا گیا کہ کچھ اور فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ اگر خدا سے مدد لیتا رہے تو تجھے کس کا ڈر ہے، اور وہ تیرے ساتھ نہ رہے تو تو کس کی پناہ میں رہے گا، خلیفہ نے فرمایا: جو آپ کا فرمان ہو میرے لئے کافی ہے، اس لئے کہ اصل بات ہاتھ آگئی۔

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے ایک دن سوچا کہ میں نے دنیا میں رہ کر اس قدر عیش کی دیکھئے قیامت میں میرا کیا حال ہو؟ حضرت ابوحازمؒ کے پاس جو اس وقت کے کبائر علماء زہاد میں سے تھے آدمی بھیجا کہ جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہیں، اس میں سے مجھے بھی بھیج دیں۔ حضرت حازمؒ نے گندم کی

تھوڑی سی بھوسی بھون کر بھیج دی اور فرمایا کہ رات میں بھی یہی کھایا کرتا ہوں، سلیمان کے دل پر اس کو دیکھ کر بڑا اثر ہوا اور خوب رویا کہتے ہیں، اس کے بعد اس نے تین روزے پے درپے رکھے لیکن کچھ نہ کھایا، تیسرے روز شام کو اس سے روزہ افطار کیا، اسی رات سلیمان بن عبدالملک نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی تو عبدالعزیز پیدا ہوا اور اس سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوا جو عدل و انصاف میں فاروق اعظمؓ امیر المومنین حضرت عمرؓ کے قدم بقدم رہا، اہل حق نے کہا کہ اس کی اس نیک نیتی کا پھل تھا۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب تھا؟ فرمایا کہ میں ایک دن اپنے غلام کو مار رہا تھا، اس نے کہا: میاں! اس رات کو یاد کرو جس کی صبح قیامت ہوگی، بس اس کی یہ بات میرے دل پر اثر کر گئی خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابو حازمؒ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے، انہوں نے کہا کہ زمین پر سویا کرو، موت کو سر پر یقین رکھو اور جس چیز کو تو روا رکھتا ہے، اس میں موت کا دھیان رکھ اور جس چیز کو تو روا نہیں رکھتا اس سے دور رہ۔ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو۔

۹:...... حاکم فقط اسی پر قناعت نہ کرے کہ خود تو ظلم و ستم سے بچے اور ماتحتوں کا خیال تک نہ ہو بلکہ اپنے ماتحتوں کو ہر قسم کے ظلم و ستم اور گناہوں سے بچنے کی تاکید کرنا اور ہر ممکن ذرائع سے ان کو بچانا حاکم و بادشاہ کا اولین فرض ہے، کیونکہ ہر حاکم و سردار سے قیامت کو سوال ہوگا، امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عامل حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ سب سے بڑا نیک بخت وہ عمل دار ہے جس سے رعایا نیک بخت ہو اور سب سے بڑا بدبخت عمل دار وہ ہے جس سے رعایا بدبخت ہو، خبردار فراخ رو نہ کرنا کہ تمہارے عمال یعنی ماتحت ایسا ہی کریں گے، اس وقت تمہاری مثال اس چوپائے کی سی ہو جائے گی جو گھاس دیکھ کر حرص سے بہت کھا جائے تا کہ فربہ ہو، آخر وہی فربہی اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے اور لوگ اس کو ذبح کر کے کھا جائیں، کتب سابقہ یعنی توریت و انجیل وغیرہ میں بھی یہی ہدایات ہیں کہ اگر بادشاہ کے عامل سے ظلم سرزد ہو اور بادشاہ چپ رہے تو وہ ظلم گویا بادشاہ خود کر رہا ہے، اس پر اس کو سخت گرفت ہوگی، حاکموں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ کوئی اس سے زیادہ بے وقوف و نقصان رسیدہ نہ ہوگا جو اپنے دین و آخرت کو اور دائمی عیش اخروی کو چند دن دنیا کے عوض میں برباد کرے۔

اب دنیا میں یہ رواج عام ہو چکا ہے اور یہ بات عادت میں داخل ہو چکی ہے کہ دینی و دنیوی خدمت محض دنیا جمع کرنے کی غرض سے ہوتی ہے اور حکام و نوکر اپنی لغزشوں اور بدکرداریوں کو والی ملک کی سامنے یا افسران بالا کے روبرو اس خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں کہ ان کو اس قصور میں اپنا ساتھی بنا لیں اور جو سزا عنداللہ ان کے لئے تجویز ہو چکی ہے اس میں ان کو بھی شریک کر لیں۔

ملک و قوم کا سب سے بدتر دشمن ایسے لوگوں کے علاوہ کون ہو سکتا ہے جو چند کوڑیوں کے لئے چند یوم کی ختم ہونے والی راحت کی خاطر ملک و قوم کی بربادی کا سامان کریں۔

حاصل یہ نکلا کہ جو حکام اپنے عاملوں، ماتحتوں، نوکروں اور اولاد کو عدل پر نہیں رکھ سکتے وہ رعایا پر کس طرح کنٹرول کر کے ان کو عدل و انصاف کا سبق دے سکتے ہیں۔

عدل کمال حق سے پیدا ہوتا ہے اور کمال حق یہ ہے کہ ہر آدمی ہر کام کو واقع کے مطابق دیکھے ان کے ظاہر پر ہرگز فریفتہ نہ ہو، آدمی جب عدل سے دریغ کرے گا تو دنیا کی وجہ سے کرے گا تو غور کرے کہ مجھے دنیا سے مقصود کیا ہے؟ اگر اس کا دل اچھے اچھے عمدہ کھانوں کی طرف راغب ہے تو یہ سمجھ لے کہ میں بصورت آدمی چوپایہ ہوں کیونکہ محض خورد و نوش خاصہ چوپایوں کا ہے۔ اگر دل کو لباس و زیب تن مرغوب ہے تو یہ یقین کر لے کہ عورت بصورت آدمی ہے کیونکہ یہ خاصہ عورتوں کا ہے اور اگر یہ چاہے کہ میں اپنے ماتحتوں یا مقابل پر بے جا غصہ اتاروں تو درندہ بصورت آدمی ہے کیونکہ یہ خاصہ درندوں کا ہے اور اگر بے جا غصہ کر کے اپنی عزت افزائی کی سعی کرے گا تو یہ جاہل بصورت عاقل ہے، اگر عاقل ہوتا تو سمجھ لیتا کہ یہ سب حیلہ جات نفسانی ہیں، اگر ایسے لوگوں کی خدمت نہ کی جائے تو قریب نہیں آتے، اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ سب خواہش کے بندے ہیں، اگر خدا کے بندے ہوتے تو ہر حال میں خدمت خلق وطن کو مدنظر رکھ کر شمع اتباع نبوت کی روشنی میں خوب کام کرتے۔

الغرض عقل ان تمام چیزوں سے پاک ہے اور عقلمند وہ ہے جو بجائے ظاہر کے ہر کام میں روح دیکھے جو ایسا نہیں وہ عاقل و عادل بھی نہیں۔

۱۰:...... بادشاہ اور حاکم متکبر نہ ہوں، اس لئے کہ تکبر کی وجہ سے معمولی بات پر عقل مغلوب ہو جاتی ہے جب عقل مغلوب ہوگی تو خواہ مخواہ بے گناہوں پر ظلم و ستم ہوگا پھر تو اس کے ماتحتوں کی بے جا حرکات کا خدا ہی حافظ۔

لہٰذا اگر ایسا موقع آ جائے تو حاکم عفو کو اپنا پیشہ بنا لے اور غصہ کو رفع کرنے کی کوشش اس طرح کرے کہ وضو کرے، اپنی جگہ سے کھڑا ہو جائے، پانی پی لے، یہ علاج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ہیں اور اپنے دل کو اس طرح سمجھائے کہ اگر میں عفو و کرم اور بردباری کا پیشہ اختیار کروں گا تو انبیاء و صحابہؓ اور بزرگان دین کی

معیت نصیب ہوگی اور غصہ وری کا پیشہ اختیار کروں گا تو شیاطین اور درندوں کا ساتھی ہوں گا بلکہ ان سے بھی بدتر۔

ابوجعفر خلیفہؒ نے ایک خاطی کے قتل کا حکم دیا، مبارک بن فضالہؒ جو وہاں موجود تھے، نے فرمایا، یا امیرالمومنین پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں پھر قتل کرائیں، ابوجعفر نے کہا: فرمایئے! کہا کہ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ تمام خلقت کو ایک میدان میں جمع کریں گے تو ایک منادی ہوگی کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے کی ہمت ہو اٹھے، کوئی نہیں اٹھے گا مگر وہ شخص جس نے کسی کی خطا معاف کی ہو، یہ فرمان نبوی سنتے ہی خلیفہ نے اس خاطی کی خطا معاف کردی اور رہا کردیا۔

حاکم کو غصہ بہت سے وجوہ سے آتا ہے، منجملہ زبان درازی ہے جو شخص اس کے سامنے زبان درازی کرتا ہے اس کو یہ کچا کھاجانا پسند کرتے ہیں۔

اس وقت ان حکام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ نصیحت جو انہوں نے ایک موقع پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کی تھی یاد کرنی چاہئے، اگر تجھے کوئی سچی بات صاف کہہ دے تو تجھے اس کا شکر گزار ہونا چاہئے، کیونکہ وہ حقیقت سے تجھے خبردار کررہا ہے، اگر حقیقت واقع نہیں تو اس میں بھی تو اپنا منافع سمجھ کر بُردباری سے کام لے اور منافع یہ ہے کہ قانونِ الٰہی کے مطابق تیرے اعمال میں ترقی ہورہی ہے اور قانونِ الٰہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی خواہ مخواہ بدگوئی کرے گا تو اس کے گناہ نامۂ اعمال میں اور اس کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی، غور کا مقام ہے۔

حضرت سلطان الانبیاء علیہ السلام کی خدمت میں لوگوں نے ایک شخص کے متعلق عرض کیا کہ وہ بڑا زورآور ہے، حضورؐ نے فرمایا وہ کیسا آدمی ہے، عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے کشتی کرتا ہے گرا دیتا ہے، آپؐ نے فرمایا زورآور بہادر وہ شخص ہے جو اپنے غصہ پر قابو پائے نہ وہ جو کسی کو گرادے۔

رسالت مآب علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جب آدمی ان کو پالیتا ہے تو مومن کامل بن جاتا ہے، جب غصہ آئے تو بے جا امر کا قصد نہ کرے، جب خوش ہو تو کسی کے حق سے نہ چوکے، جب قادر ہو تو اپنے حق سے زیادہ نہ لے۔

امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ کسی کے خلق پر اعتماد نہ کرو تاوقتیکہ طمع میں اس کو آزما نہ لو، حضرت علیؓ ابن حسینؓ ایک مرتبہ مسجد تشریف لے جارہے تھے کسی نے آپ کو گالی دی، غلاموں نے اس کو مارنے کا قصد کیا، آپ نے اس کو یوں سمجھایا: اے عزیز! جو عیوب میرے تم سے پوشیدہ ہیں وہ ان سے بھی زیادہ ہیں جو تم کہتے ہو، بھلا تجھے کچھ حاجت ہے جو ہم سے پوری ہوسکے؟ یہ سن کر وہ شخص بہت ہی شرمندہ ہوا، پھر آپ نے اپنے ملبوس شدہ کپڑے اتار کر اس کو عطا فرمائے اور ایک ہزار درہم مزید عطا کرنے کا حکم دیا، جب وہ شخص واپس ہوا تو یہ کہتا ہوا سنا گیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بزرگ از فرزندانِ رسول ہیں، ایک مرتبہ آپ نے غلام کو دو مرتبہ کسی کام کو فرمایا، لیکن اس نے سن کر جواب ہی نہ دیا، آپ نے فرمایا کہ آوازیں دینے سے بھی تو نہیں بولا؟ غلام نے عرض کیا کہ میں آپ کی وجہ سے بے خوف ہوں اور خاموش رہا، آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جب میرا غلام ہی میرے ضرر سے بے خوف ہے تو دنیا بدرجہ اولیٰ بے خوف ہوگی۔

صادق ومصدوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اس سے کوئی داخل نہ ہوگا مگر وہ جو خلاف قانون الٰہی غصہ کرے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کو تین باتیں بتلاتا ہوں تاکہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری مراد مانگیں، آپ نے فرمایا: وہ کیا باتیں ہیں؟ کہنے لگا: ایک تو یہ کہ حرارت وغصہ سے پُرحذر رہیں جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے، میں اس سے اس طرح کھیلتا ہوں جیسے بچے گیند سے۔ دوسرے عورتوں سے پرہیز کریں کیونکہ جو مخلوق کو برباد کرنے کے لئے میں نے جال پھیلا رکھے ہیں، ان میں سے عورتوں پر مجھے بڑا اعتماد حاصل ہے۔ تیسرے بخل سے بچتے رہنے، اس لئے کہ میں بخیل کا دین ودنیا دونوں تباہ کردیتا ہوں۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور وہ بچ جائے تو حق تعالیٰ اس کے دل کو امن وامان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بے ریا اور فروتنی کی وجہ سے حق تعالیٰ کے سامنے لباس فاخرہ سے بچتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو کرامت کا لباس پہنادیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ افسوس ہے، اس شخص پر جو غصہ میں آکر اپنے پر خدائی غصہ کو بھول جائے۔

ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ: مجھے کوئی ایسی بات تعلیم فرمائیں جس پر عمل کرکے میں جنت میں داخل ہوجاؤں؟ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خشمگیں ہوکر رہ پس بہشت تیرے لئے ہے، اس نے عرض کیا کہ کچھ اور؟ فرمایا کہ نماز عصر کے بعد ستر بار استغفار کیا کرتا کہ تیرے ستر برس کے گناہ غفور الرحیم معاف کردیں۔

☆☆.........☆☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے فرزند ارجمند، کئی ایک کتابوں کے مصنف، دارالعلوم (وقف) کے شیخ الحدیث مولانا انظر شاہ کشمیریؒ بھی داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو اپنے والد محترم کے علاوہ بھی بڑے بڑے اکابرین کی صحبتیں نصیب رہیں، بیس پچیس سال پہلے پاکستان تشریف لائے تو بندہ ان دنوں بہاولپور میں مجلس کا مبلغ تھا، بہاولپور میں بھی تشریف آوری ہوئی، وہاں کے مدارس میں تشریف لے گئے، تاریخی قبرستان ملوک شاہ میں علماء بہاولپور کی مقابر پر حاضری دی، فاتحہ پڑھی دعائیں دیں اور مقدمہ بہاولپور کے دوران حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ جہاں جہاں رہے، ان مقامات پر تشریف لے گئے، مجلس نے اپنے دفتر میں ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا اور بہاولپور کے ممتاز عالم دین مولانا غلام مصطفیٰؒ نے دارالعلوم مدنیہ میں ان کے اعزاز میں ناشتہ کا اہتمام کیا، تشریف لائے، خطاب فرمایا۔ چنانچہ اپنے والد محترم کی وفات کے بعد نقشبندیہ سلسلہ کے امام، رأس الموحدین حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کی دارالعلوم دیوبند تشریف آوری اور امام العصر کی قبر پر حاضری کی روئیداد بیان کرتے ہوئے کہا: "حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ جنھیں والد محترم سلسلہ نقشبندیہ کا امام کہا کرتے تھے، والد محترم کی وفات کے بعد دارالعلوم تشریف لائے اور کافی دیر تک والد محترم کی قبر پر مراقب رہے، جب واپس تشریف لائے تو دفتر اہتمام کے عمائدین نے پوچھا کہ حضرت کافی دیر مراقب رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ سے کوئی خاص باتیں ہوئیں تو فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت شاہ صاحبؒ نے میرا شکریہ ادا کیا کہ آپ تشریف لائے اور آپ نے میرے بچوں کے سر پر دست شفقت رکھا، دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ قبر کی زندگی میں آ کر معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی حفاظت سے بڑھ کر اللہ پاک کے ہاں کوئی نیکی نہیں، تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ علم میں، میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے کم نہیں، البتہ عمل میں وہ مجھ سے بہت آگے ہیں۔" عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے بزرگوں کے ساتھ محبت انہیں ورثہ میں ملی، کیونکہ آپ کے والد محترم نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ۱۹۳۰ء میں انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ اجتماع میں ختم نبوت کے محاذ کا امیر شریعت قرار دے کر آپ کے ہاتھ بیعت فرمائی۔ کئی مرتبہ آپ برمنگھم (برطانیہ) کی سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لے گئے اور ایک مرتبہ چناب نگر کانفرنس میں شرکت فرمائی، اور آخری نشست سے آخری خطاب فرمایا۔ ہندوستان میں قریبی دور میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کے بعد آپ بہت بڑے خطیب تھے، خطاب کے دوران واقعات اس تسلسل کے ساتھ بیان فرمائے گویا واقعات ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں، چنانچہ آج سے دس بارہ سال قبل آپ جب ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف لائے تو اس کے بعد کئی روز تک لاہور میں قیام فرما رہے، بندہ کی استدعا پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے دفتر سے ملحقہ جامع مسجد عائشہ میں بھی تشریف لائے اور شاندار خطاب فرمایا، دو تین سال قبل منکرین حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت پر تشریف لائے اور ان کے مدارس میں خطاب فرمایا، جس سے انہوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ شاہ صاحب بھی ہمارے مسلک کے ہیں، چنانچہ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے متعلقین میں تشویش کی لہر دوڑ گئی، آپ کا آخری خطاب جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ میں تھا تو آپ جو چٹھی بھیجی گئی، جن کے جواب میں موصوف نے فرمایا کہ: "میرا، میرے والد محترم حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ، میرے اکابرین کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مزار پر انوار میں اسی جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہیں، عندالقبر الشریف درود وسلام پڑھنے والوں کے درود وسلام کو بنفس نفیس سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔" اس بیان کے ریکارڈ کو ضائع کر دیا گیا اور آئندہ مماتیوں کو کسی دیوبندی عالم کو بلانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ سلوک وتصوف میں جہاں انڈیا کے کئی مشائخ کے مجاز تھے، وہاں قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ نے بھی آپ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا، آپ کی رحلت سے انڈیا ہی نہیں پورا برصغیر بلکہ عالم اسلام یتیم ہو گیا، کیونکہ جید عالم دین اور ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ تھے، آپ نے کئی ایک کتابیں لکھیں اپنے والد محترم حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی سوانح "نقش دوام" کے نام سے تحریر فرمائی۔

☆☆.........☆☆

تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے' اس کے احسانات اتنے بے شمار' اتنے بے حساب و بیکراں ہیں کہ بڑے سے بڑا بندہ جو ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں لگا رہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا مکمل طور پر حق ادا نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کو نہ شمار کرسکتا ہے اور نہ ہی ان کا حق ادا کرسکتا ہے' بس تحدیث نعمت کے طور پر بندہ اپنے پروردگار کا شکر گزار' تابع و فرمانبردار اور اس کی عبادت کرتا رہے۔

قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:

"وان تعدوا نعمة اللّٰه لاتحصوها"

ترجمہ: "اگر آپ اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے۔"

آپ ذرا نظام جسمانی ہی پر غور کرلیں کہ اللہ نے کان دیئے' ناک دی' سوچنے کے لئے عقل دی' دھڑکنے کے لئے دل دیا' محبت دی' پیٹ دیا اور پیٹ کے اندر نہ جانے کیا کیا رکھا؟ ذرا سا خراب ہوجائے تو ہسپتالوں کو دوڑتے دوڑتے پاؤں تھک جائیں اور جیب بھی خالی ہوجائے' ذرا سی پریشانی ہوجاتی ہے تو آدمی کتنا پریشان ہوجاتا ہے؟

اور اگر اس کے آگے غور کرنا چاہیں تو سب سے بڑی دولت' ایمان کی دولت عطا فرمائی' مسلمان بنایا اور جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا' انبیا علیہم السلام میں بھی ایسے ہوئے جنہوں نے آپ کا امتی ہوکر یہ شرف حاصل کرنے کی تمنا کی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تمنا پوری کردی گئی' چنانچہ اب وہ آپ کے امتی کی حیثیت سے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے' اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہی فیصلے فرمائیں گے' ہم کو ایسی امت میں پیدا کیا یہ اللہ ہی کا تو کرم ہے۔

اب اس نے حکم فرمایا: "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" انسان اور جنات کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا کہ وہ اس کارخانہ عالم کے پیدا کرنے والے کی عبادت کریں اور اس کے سامنے ہمہ وقت سجدہ ریز رہیں اور کوئی لمحہ اس کی عبادت سے غافل نہ ہوں' لیکن انسان کا پیٹ بنایا اور اس

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

میں بھوک رکھ دی بچے اور بیویاں بنائیں اور محبت رکھ دی' کھیتیاں اور کھلیان بنائے اور تعلق رکھ دیا' اور پیشے بنائے اور ان کی ضرورت پیدا فرمادی' نتیجہ یہ ہوا کہ کبھی پیٹ کچھ کہتا ہے اور ملازمتیں کچھ کہتی ہیں' کبھی کھیت و کھلیان کا کچھ تقاضا ہوتا ہے' اور چیزیں کچھ مطالبہ کرتی ہیں' یہ ہوتا رہتا ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ یہ ساری چیزیں رکھیں' مگر ان کو کنٹرول کیسے کیا جائے؟ ان کو صحیح سمت میں کیسے لگایا جائے؟ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت دے کر بھیجا' اور اس شریعت کے اندر دونوں باتوں کا خیال رکھا گیا (یعنی جو اصل چیز ہے اس کا بھی اور ان کے تقاضوں کو بھی) ان دونوں کے صحیح امتزاج و اعتدال سے کام کرنے والوں کو کامیابی کا مژدہ سنایا گیا جو بھی ان دونوں تقاضوں کو صحیح انداز سے شریعت کے سائے میں رہتے ہوئے پورا کرے گا' وہ بھی عبادت میں شمار کرلیا جائے گا' مطلب یہ ہوا کہ ہم اپنی زندگی کے سانچے کو اللہ رب العزت کے قانون اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق ڈھالیں۔

اس سانچے میں ڈھالنے کا نام ہی عبادت ہے' یعنی نماز فلاں وقت پڑھی جائے' روزہ فلاں مہینہ میں رکھا جائے' حج فلاں مہینہ میں کیا جائے' زکوٰۃ اتنا مال ہونے پر ادا کی جائے' اس کے علاوہ بیوی کا کیا حق ہے؟ ماں باپ کے کیا حقوق ہیں؟ پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے کیا حقوق ہیں؟ اپنے بچوں کے کیا حقوق ہیں؟ برادران وطن کے کیا حقوق ہیں؟ کھیتی کھلیان کے کیا حقوق ہیں؟ ان تمام حقوق کو جان کر شریعت کے مطابق عمل کرنا عبادت ہے۔

ان حقوق میں ظاہر ہے کہ فرق ہوگا' جیسے آپ کا پورا جسم جس میں پیر بھی ہیں اور آنکھ بھی ہے' لیکن آپ کبھی نہیں کہیں گے کہ ایڑی اور آنکھ برابر ہے' ایڑی میں پتھر لگ جائے تو تھوڑی سی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور آنکھ میں تنکا پڑ جائے تو بات خراب ہوجاتی ہے' یہ ساری چیزیں عبادت ہیں' لیکن کوئی آنکھ ہے' کوئی پیر ہے' کوئی ہاتھ ہے' کوئی پیٹ ہے' کوئی پیٹھ (کمر) ہے اس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے' مثلاً نماز ہے' اس کی حیثیت آنکھ کی ہے' اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جعلت قرة عینی فی الصلوٰة"

ترجمہ: "میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

اور ایک موقع پر فرمایا:

"من ترک الصلوٰة متعمداً فقد کفر"

ترجمہ: "جس نے نماز جان کر کے قصداً چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔"

اسی طرح عقیدۂ توحید کا معاملہ ہے وہ دماغ کی حیثیت رکھتا ہے اگر دماغ نہیں تو آدمی بالکل بے کار ہے' کتنی ہی اچھی آنکھیں ہوں' کتنے ہی اچھے ہاتھ پیر ہوں' کتنا ہی اچھا پیٹ اور کتنی ہی مضبوط پیٹھ (کمر) ہو سب بے کار ہے' اسی طرح اور دوسرے اعضاء کی حیثیت ہے' معلوم ہوا کہ ان دونوں کے جوڑ اور امتزاج کا نام اسلام ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو پہلے ان کا پتلا بنایا اور وہ پتلا مٹی کا تھا' اور وہ مٹی صرف کسی ایک علاقہ سے نہیں لی گئی بلکہ یورپ کی بھی تھی' حجاز اور یمن کی بھی اور حضرت آدم علیہ السلام کو بنادیا گیا' تاکہ ساری مٹیوں میں جو اوصاف ہیں وہ حضرت آدم علیہ السلام کے اندر جمع ہو جائیں کیونکہ مٹی اپنے علاقہ سے زیادہ تعلق رکھتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے سری لنکا میں اتارے گئے اور پھر ان کی اولاد مختلف جگہوں میں پھیل گئی' کچھ آندھرا میں آ گئی' کچھ سعودی عرب میں رہ گئے' کچھ یمن میں رہ گئے' کچھ مصر اور کچھ یورپ چلے گئے' یہ قصہ سنایا جاتا ہے کہ سری لنکا کے ایک صاحب تھے ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت آدم علیہ السلام آپ ہی کے یہاں اترے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ہمارے یہاں اترے تھے' ان سے بڑی سنجیدگی سے پوچھا گیا' اچھا وہاں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ "اولاد تو کوئی نہیں" بھولے آدمی تھے بہرحال اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا' آنکھ بنائی مگر دیکھتی نہیں تھی' ہاتھ بنایا مگر اٹھتا نہیں تھا' پیر بنایا مگر چلتا نہیں تھا' دماغ بنایا مگر سوچتا نہیں تھا' دل بنایا لیکن دھڑکتا نہیں تھا' پیٹ بنایا اس میں گرمی نہیں تھی' قوت ہاضمہ نہیں تھی' جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے روح پھونکی' آنکھیں دیکھنے لگیں' دماغ سوچنے لگا' دل دھڑکنے لگا' اب یوں سمجھ لیں جیسے بجلی کا پلگ لگا دیا گیا ہو کہ اس سے فریج بھی چلنے لگا' ہیٹر بھی کام کرنے لگا' ایک ٹھنڈا کر رہا ہے' دوسرا گرم تو معلوم ہوا کہ اصل روح ہے' چنانچہ اگر روح نہ ہو تو ساری چیزیں بیکار ہیں' اور جب روح اصل قرار پائی تو کیوں ہماری توجہ اس طرف نہیں جاتی؟ اس لئے کہ وہ نظر نہیں آتی' چنانچہ اگر بجلی چلی جائے تو احتجاج کیا جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ ہم بجلی کی اہمیت سے واقف ہیں' چنانچہ آج جتنی محنت ومشقت کی جاتی ہے وہ سب جسم کے لئے کی جاتی ہے اور روح کو ہم نے پیچھے ڈال دیا ہے' روح کی حقیقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے' اسی لئے انہوں نے اس کی زیادہ فکر کی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بن کر آئے اور آپ کو رحمة للعالمین کہا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ جس چیز کے اندر بھی روح ہو اس پر رحم کیا جائے' اور اس کی خدمت کی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہر جاندار کی خدمت پر ثواب ہے' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی پیاسی بکری کو' کسی پیاسی گائے' بھینس کو یہاں تک کہ کتے' بلی کو بھی پانی پلا دیں تو وہ آپ کی بخشش کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بدکار عورت تھی' اس نے دیکھا کہ ایک پیاسا کتا پیاس کی شدت سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے تو اس نے اپنا موزہ نکالا' اس کے ذریعہ کنویں سے پانی لیا اور اس کو پلایا' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت الاٹ کر دی۔ اس کے برخلاف ایک شخص تھا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اس کو چھوڑتا تھا کہ جائے اپنا پیٹ بھر لے اور نہ خود کچھ اس کو دیتا تھا تو اس بنا پر اس کو جہنم میں پہنچا دیا گیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا "رحمة للعالمین" بنا کر بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے لئے احکامات صادر فرمائے' اسی لئے فرمایا کہ وہ جانور جن کا گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ہے' اگر ذبح کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو چھری وغیرہ اس طرح رکھو کہ زیادہ دیر تڑپنا نہ پڑے' اور جلد کام ہو جائے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ساری مخلوق کا آقا بنایا اور وہ خود چونکہ ساری مخلوقات کا آقا ومولیٰ ہے' اس لئے اس کائنات کے آقا نے حکم دیا کہ اپنے سر کو ہمارے آگے جھکاؤ' چونکہ سب کو تمہارے لئے مسخر اور تمہارا خادم بنا دیا گیا ہے اور تم کو اپنے لئے چن لیا' کیونکہ تم آخرت کے لئے بنائے گئے ہو' اس لئے اپنا سر صرف ہمارے آگے جھکاؤ' اور کسی کے آگے نہ جھکاؤ' کائنات کا ذرہ ذرہ ہمارا خادم ہے' دریا ہمارا خادم ہے' پہاڑ ہمارے خادم' بادل ہمارا خادم' یہ لہلہاتے ہوئے کھیت ہمارے خادم' یہ کنویں' پتھر ہمارے خادم اور اس کائنات کی ہر چیز انسان کی خادم ہے' اب انسان ان کے سامنے اگر اپنا سر جھکائے تو یہ اس بڑے آقا کی نافرمانی ہے جس نے حکم دیا تھا: "ان الدنیا خلقت لکم وانکم خلقتم للآخرة" اب تم کو سب سے زیادہ فکر اس بات کی ہونی چاہئے کہ آخرت میں تم کو کامیابی وکامرانی ہو' اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب آدمی اپنی روح کی فکر کرے' چنانچہ انبیاء کرام علیہم السلام جب اس دنیا میں آئے تو انہوں نے پہلی فکر جو انسانوں کے اندر پیدا فرمائی وہ یہی تھی کہ آدمی اپنی روح کی پیاس

بجائے' اور اپنی روح کو ترقی دینے کی کوشش کرے اس لئے کہ اگر خدانخواستہ روح مرگئی تو جسم کی کوئی حیثیت نہیں' اس کے بعد جب جسم زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے تو وہاں وہ سڑگل جاتا ہے' زمین کھودی جاتی ہے' تو ہڈیاں ملتی ہیں' ہڈیاں بھی بوسیدہ ہوجاتی ہیں' یہاں تک کہ ہڈی اٹھائیے تو بھربھرا جاتی ہے' اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کے برعکس معاملہ فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

"ان اللہ حرم علی الارض
ان تاکل اجساد الانبیاء"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔"

جو انبیاء کرام علیہم السلام سے جتنا قریب ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو اگر چاہتے ہیں تو باقی رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ حکم دیا کہ روح کی فکر کی جائے اور جب روح کی فکر کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو ترقی عطا فرمائیں گے' اس کے لئے ضروری ہے کہ آدمی وہ طریقہ اختیار کرے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اور وہ تنہا طریقہ ہے علم کا' چونکہ علم سے اور فکر سے روح کی پیاس بجھتی ہے اور جسم کی پیاس اس چیز سے بجھتی ہے جو دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے سامنے لکھ کر رکھی ہے' یعنی کوئی نبی' کوئی ولی ایسا نہیں ہے کہ کھانا نہ کھائے اور زندہ رہے تو معلوم ہوا کہ کھانا بھی ضروری ہے اور اس کے ساتھ علم و ذکر بھی ضروری ہے تا کہ روح تروتازہ رہے اور اس کے اندر زندگی کی شادمانی اور روانی باقی رہے' ورنہ روح مرجائے گی' تو جسم بیکار اور اگر جسم مرگیا تو روح کو بھی ترقی نہیں دے سکتے' کیونکہ دنیا میں بغیر روح کے جسم نہیں اور بغیر جسم کے روح نہیں' اس لئے دونوں پر محنت ضروری ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا: "واعلم انہ لا الہ الا اللہ" یعنی تم یہ علم حاصل کرو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' سب سے اعلیٰ ترین نسخہ روح کے لئے یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ درست ہوجائے۔ "الا لہ الخلق والامر" اسی کے ہاتھ میں ہے پیدا کرنا اور اسی کے ہاتھ میں ہے چلانا' آپ کو دنیا کا جو یہ جھمیلا نظر آرہا ہے' یہ کاروبار دکھائی دے رہا ہے' یہ سب اللہ ہی نے تو پیدا کیا ہے' کوئی اس کا شریک اور ساتھی نہیں اور کسی کے اندر یہ سکت بھی نہیں کہ چلا سکے' اللہ تنہا ہے اس پر نہ کسی بندہ کو قیاس کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کے برخلاف کیا جاسکتا ہے (خواہ وہ نبی ہو یا بڑے سے بڑا ولی) کہ ان کو اتنا بڑھایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی جگہ ان کو بٹھایا جائے اور اللہ تعالیٰ کو وہاں سے ایسا نیچے لایا جائے کہ بندہ کی سطح پر پہنچادیا جائے' یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور یہی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے' وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے بیان کیا' چنانچہ نہ اس کی ذات میں کوئی شریک اور نہ صفات میں کوئی شریک' نہ اس کے ہم پلہ کوئی اور نہ اس کا ہمسر کوئی' نہ اس کے مقابل کا کوئی' نہ اس کا ہم رتبہ کوئی' بس وہ ویسا ہی ہے جیسا ہے' لہٰذا کوئی بھی اللہ کا بندہ صفات الہیہ سے متصف نہیں ہوسکتا' بندہ بندہ ہے' خدا خدا ہے' اب ذرا تاریخ شرک پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ ہمیشہ یہی ہوا ہے کہ یا تو اوپر والے کو نیچے لایا گیا یا نیچے والے کو اوپر اٹھایا گیا' اور اس کو اتنا بڑھایا گیا کہ اللہ کی صفات میں اسے شریک سمجھ لیا گیا' آپ ذرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کا عقیدہ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنادیا' لیکن جب بیٹا سے بھی جی نہ بھرا (کیونکہ بہرحال بیٹا کچھ کم ہوتا ہے) تو کہہ دیا کہ نہیں بلکہ وہ خود ہی اللہ ہیں' یہ سب جہالت اور علم نہ ہونے کی وجہ سے ہوا' اسی لئے فرمایا گیا: "اطلبوا العلم" (علم حاصل کرو) اور علم نہ ہونے کی وجہ سے ہی یہ کہا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے' ایسے تھے کہ ان کی تعریف نہیں کی جاسکتی بلکہ وہی خدا' تھے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آگئے اور لوگوں نے ایسے شرکیہ اشعار بھی کہے ہیں مثلاً ایک یہ شعر ہے:

پردۂ انسان میں آکر دکھانا تھا جمال
رکھ لیا نام محمدؐ تاکہ رسوائی نہ ہو

ایسا عقیدہ رکھنے والے ہندوستان میں موجود ہیں تو سب سے پہلے اس بات کا علم حاصل کرنا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' معبود برحق وہی ہے' پھر اس کے بعد جس علم کی جتنی ضرورت ہوگی اس علم کا اتنا زیادہ حاصل کرنا انسان کے لئے بھی مفید ہوگا' اور ضروری بھی۔ اس میں سب سے افضل علم قرآن کا علم ہے جس کو فرمایا گیا:

"خیرکم من تعلم القرآن
وعلمہ"

ترجمہ: تم میں سب سے زیادہ افضل
وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"

(الحدیث)

قرآن تا قیامت زندہ رہے گا تابندہ رہے گا' اور ہمیشہ نیا رہے گا' جس طرح سورج کی روشنی میں کبھی کمی واقع نہیں ہوئی' اسی طرح قرآن کی روشنی میں بھی کمی واقع نہیں ہوسکتی:

"اس کا نیا پن کبھی پرانا نہیں ہوگا"
اور اس کے عجائبات بھی ختم نہیں ہوسکتے۔"

(القرآن)

قرآن کے عجائبات برابر لوگوں کے سامنے آتے رہیں گے' اس کے عجائبات ہر زمانہ' ہر صدی' ہر سال سامنے آتے رہیں گے۔

☆☆..........☆☆

ہماری غیرت کا امتحان

ہم مسلمانوں کی بے حسی بلکہ بے غیرتی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ابتداء جس فسادی ملعون کارٹونسٹ نے ڈنمارک کے اخبار میں شائع کرکے کی تھی وہ کینسر کے مرض کے طرح دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی پھیلنا شروع ہو چکا ہے، امریکا کی ریاست فلوریڈا کی نام نہاد آزاد مواد انٹرنیٹ انسائیکلوپیڈیا کی منتظم وکی پیڈیا نے بھی اس اخبار کی نقالی میں کچھ گستاخانہ کارٹون انٹرنیٹ پر شائع کردیے، جس پر پوری دنیا کے مسلمانوں میں دوبارہ غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور جب علماء کرام نے اس کے مدیروں سے بات کی اور مسلمانوں نے دل آزار خاکے ہٹانے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے مختلف تاویلات کرتے ہوئے ایسا کرنے سے انکار کردیا، ان کی جہالت کی انتہا تو یہ ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو اسلام کے بارے میں کچھ علم بھی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میڈیا کے ذریعہ انہیں اسلام کے بارے میں علم ہوا ہے، اب کوئی ان سے پوچھے کہ میڈیا پر غیر مصدقہ عیسائی یا یہودی مذہب کے خلاف لکھے گئے مضامین جن سے یہود و نصاریٰ کی دل آزاری ہوتی ہو، وہ انہیں اپنی ویب سائٹ پر جگہ دیں گے؟ کیا وہ ہولوکاسٹ یا یہودیوں کے خلاف اپنی ویب سائٹ پر کچھ نقل کرنے کی ہمت کرسکتے ہیں؟ یقیناً وہ ایسا نہیں کرسکے پھر اسلام کے بارے میں وہ غیر مصدقہ معلومات کی بنیاد پر یہ سب کیوں نقل کررہے ہیں؟ اس کا جواب اس کے علاوہ کیا ہے کہ سارے میڈیا پر ان کا تسلط ہے، جو چاہیں پیش کریں جبکہ مسلمان ان سے غافل ہیں، ورنہ بی بی سی اور سی این این کی طرز کی کوئی مسلمانوں کی براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کیا نہیں بن سکتی؟ قابلیت اور وسائل سارے موجود ہیں۔

امریکا میں عوامی دباؤ پر فیصلے ہوتے ہیں اور میڈیا عوامی دباؤ بڑھانے اور گھٹانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اسی لئے مسلم اتحاد نامی تنظیم نے ایک عرض داشت ویب سائٹ بنائی تاکہ مسلمان اس معاملہ پر اپنا ردعمل ریکارڈ کروائیں، انہیں امید تھی کہ دس ہزار احتجاج آرائیں اس ویب سائٹ سے مسلمانوں کی دل آزاری والے خاکے ہٹانے کے لئے کافی ہوں گی، مگر تقریباً سارے چار لاکھ احتجاج شائع ہونے کے باوجود اب تک ایسا نہ ہوسکا، حالانکہ دنیا کے مسلمانوں کی تعداد کے

ابو فراز

مقابلہ میں یہ تعداد بہت ہی کم ہے۔ قارئین کی اطلاع کے لئے اس ویب سائٹ کا پتہ شائع کیا جارہا ہے تاکہ جن مسلمانوں کو اس کا علم نہیں ہوسکا ہے وہ اپنا احتجاج ریکارڈ کروانے سے محروم نہ رہ جائیں، کم از کم وکی پیڈیا کے مدیر اور دنیا کو یہ تو علم ہو ہی جائے گا کہ انہوں نے کتنے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے؟

www.thepetionsite.com/2/removal-of-the-pice-of-Muhammad-from-wikid

مسئلہ صرف اتنا نہیں ہے کہ ہمارے نبی کی شان میں گستاخی ہورہی ہے، یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہی گستاخ رسول پیدا ہورہے ہیں اور غیور مسلمانوں کے ہاتھوں جہنم رسید بھی ہورہے ہیں، مگر اس طرح کی منظم سازش کا یہ دوسرا بڑا واقعہ ہے۔ پہلا مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی شکل میں اور اب اس ملعون بڈھے کارٹونسٹ کی شکل میں جو کہ بڑھتا جارہا ہے۔ قادیانی فتنہ تو اس سے کہیں بڑا فتنہ ہے، لیکن الحمدللہ! ہمارے اکابرین کی انتھک محنت اور قربانیوں اور ختم نبوت کے سرفروشوں نے اس فتنہ کا سر کچلنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اب دشمن اسے مصنوعی سانس پر زندہ رکھنے کی کوشش کررہا ہے اور ختم نبوت کے شیدائی اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھے اسے دفنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ یہ نیا فتنہ بھی جلد دم توڑ جائے گا۔

مگر رونا تو ہماری بے حسی کا ہے کہ صدیوں سے ہم نے اپنے اکابرین کے مشوروں پر عمل کرنا چھوڑ رکھا ہے الا ماشاء اللہ! دشمن کو یقین ہے ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی اپنے علماء کرام کے پیچھے چلنے والے مسلمان بہت کم ہوں گے اور یہ قلیل تعداد ہمارا کوئی قابل ذکر نقصان نہ کرسکے گی، وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں بھی مال و دولت کی حکمرانی، دین و مذہب سے بے گانگی، غریبوں کے خون سے اپنی خواہشات کی آبیاری کے شیطانی جال میں پھنسا دیا ہے، مغرب کی اندھی تقلید میں ہم اس حد تک آگے نکل چکے ہیں کہ ہماری بیٹیاں نیم عریاں پھرتی رہیں، لڑکے عیاشی کی طرف مائل رہیں، ہمیں پرواہ ہی نہیں، پرواہ ہے تو بس یہ کہ ہمارے مال و دولت میں کیسے اضافہ ہو، اپنی غیرت کو کفن تو ہم نے خود پہنایا ہے، ایک وہ وقت تھا کہ بحری قزاقوں کے ہاتھوں قید ہونے والی ایک عورت کی دہائی پر ہزاروں میل کی مسافت طے کرکے محمد بن قاسم برصغیر میں داخل ہوا اور نہ صرف اس عورت کو آزاد کروایا بلکہ مجرموں کو قرار واقعی سزا بھی دی اور ایک یہ وقت ہے کہ کشمیر سے چیچنیا، فلسطین سے کوسوو تک ہزاروں نوجوان لڑکیاں مسلمان حکمرانوں کو دہائی دے رہی ہیں ان کی غیرت کو للکار رہی

ہیں، سسکتی تڑپتی جان دے رہی ہیں، مگر بے سود، انہیں کون سمجھائے کہ ہم میں اب محمد بن قاسم کوئی نہیں، جو ان کی مدد کو پہنچے؟ ہم تو آپس میں ہی کٹنے مرنے پر آمادہ ہیں، ہماری ڈوریاں دشمنوں کے ہاتھوں میں ہیں اور وہ ہمیں کٹھ پتلیوں کی طرح استعمال کررہا ہے اور ہم نے ہمیشہ کی طرح اپنے علماء کرام کی طرف سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسی ہوئی ہیں۔

ایک وہ وقت تھا کہ مسلمان اسلام کے زریں اصولوں کے تحت زندگی گزارتا تھا، غیر مسلم ان کے اخلاق وآداب، امانت داری ودیانت داری، عدل و انصاف، سخاوت وحقوق کی ادائیگی جیسی صفات کو دیکھ کر متاثر ہوتے تھے، پھر جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے انہیں اسلام کی دعوت دی جاتی تو وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوجاتے، ایک یہ وقت ہے کہ ہم میں اور یہود ونصاریٰ میں کوئی فرق ہی نہیں رہا، یہاں تک کہ ہمارے فیصلے بھی وہ ہی کرتے ہیں، انہوں نے اسلام کی اچھی باتیں اپنالیں اور ہم نے ان کے شرمناک طریقے، ہم بھی ان کی طرح دولت وہوس کے پجاری بن گئے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسا فریضہ ہم سے متروک ہوگیا، جس کے دو بڑے نقصان ہوئے ایک غیر مسلموں کا داخلہ اسلام میں کم ہوگیا دوسرے یہ کہ دین خود ہماری زندگیوں سے نکل گیا۔

اب بھی مغربی دنیا کے بہت سے غیر متعصب اور اپنی مادر پدر آزاد معاشرہ والی زندگی سے بیزار لوگ جب اس دین حق کے بارے میں مطالعہ کرتے ہیں یا اسلامی دانشوروں سے گفتگو کرتے ہیں تو ان میں بہت سے اسلام قبول کرلیتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ اسلام بہترین مذہب ہے، مگر آج اسے ماننے والوں کی اکثریت بدترین لوگ ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج مغربی دنیا میں دولت، عورت یا ملازمت کا لالچ نہ ہونے کے باوجود سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب اسلام ہے۔

اب بھی وقت ہے کہ ہمیں مغربی دنیا کی اندھی تقلید کے جال سے نکل جانا چاہئے، ہمیں سوچنا چاہئے کہ اگر ان کا معاشرہ معیاری ہے تو ان کی ظاہری شان و شوکت، مال ودولت کی فراوانی، نفسانی خواہشات پورا کرنے کے تمام اسباب، آزادی کے نام پر عورتوں کو ننگا کردینے، سائنس اور ٹیکنالوجی کی بلندیوں پر ہونے کے باوجود وہاں منشیات کا استعمال دنیا کے دوسرے خطوں سے زیادہ کیوں ہے؟ خودکشی اور ہارٹ اٹیک سے مرنے والوں کی تعداد دنیا کے بیشتر ممالک سے زیادہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ ان کی ایک بڑی تعداد اپنے باپ کا نام بتانے سے بھی قاصر ہے، شادی کے لئے کنواری لڑکی کا ملنا مشکل ہے، ان کی روحیں مجروح ہیں، وہ اپنی اس گھناؤنی زندگی سے بیزار ہوچکے ہیں اور سکون کی تلاش میں سرگرداں ہیں، وہ اپنی زندگی سے پلٹنا چاہتے ہیں اور ہم.... ہم ان تک پہنچنا چاہتے ہیں۔

خدارا! اپنے اور اپنی نسلوں پر رحم کھائیے، وہ سارے اسباب جو ہماری عورتوں اور بچوں کو دین سے دور اور مغربی دنیا کے ٹوٹے پھوٹے انسانوں سے قریب کرتے جارہے ہیں، انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکئے، ورنہ آخرت میں دوہرے عذاب کے لئے تیار رہئے، ایک اپنے بگڑنے کا، دوسرا اپنی آل واولاد کو بگاڑنے کا، موت نے اپنے وقت پر آنا ہے، پھر ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں ملے گی، توبہ کا دروازہ بھی بند ہوچکا ہوگا اور قبر میں ہماری چیخ وپکار کا سننے والا بھی کوئی نہ ہوگا، آل واولاد تھوڑے ہی عرصہ میں بھول جائیں گے کہ ہمارا بھی کوئی باپ تھا، جس نے ہمارے لئے کروڑوں کی جائیدادیں چھوڑی تھیں، اس سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے، سچی توبہ کے ساتھ اپنے علماء کرام اور حکماء امت سے تعلق پیدا کیجئے ان سے ہر معاملہ میں مشورہ کیجئے اور ان کے مشوروں پر عمل کیجئے کہ یہی ہمارے مسیحا ہیں، ہر ایک کی نبض دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ اسے کیا مرض ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔

ہمارے اکابرین ہمیشہ کی طرح موجودہ حالت پر بھی گہری نظر رکھے ہوئے ہیں اور ہمیں جگانے کی پوری کوشش کررہے ہیں، اس سلسلے میں تین سطحوں پر کام کرنے کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں۔

پہلی معاشی سطح پر کہ دشمن کی مصنوعات کا ہر سطح پر بائیکاٹ کیا جائے، ان کی بارکوڈ یہ مصنوعات پر کوڈ نمبر لکھے ہوتے ہیں اور بائیں طرف سے شروع کے تین نمبر اس ملک کو ظاہر کرتے ہیں، جن کی یہ پیداوار ہے۔ قارئین کی آسانی کے لئے کچھ ممالک کے کوڈ نمبر لکھے جارہے ہیں تاکہ پہچاننے میں آسانی ہو: اسرائیل ۷۲۹، ڈنمارک: ۵۷۰ سے ۵۷۹، نیدرلینڈ: ۸۷۰ سے ۸۷۹، فرانس: ۳۰۰ سے ۳۷۹، ناروے: ۷۰۰ سے ۷۰۹، جرمنی: ۴۰۰ سے ۴۴۰۔

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ مہینوں سے مستقل اعلانات کے باوجود ہم اپنے آپ کو اس پر تیار نہ کرسکے، وجہ اس کی صرف ہماری بے حسی ہے، ہم یہ سوچنے کو تیار نہیں کہ کل جب حوض کوثر پر ہماری ملاقات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوگی اور انہوں نے پوچھ لیا کہ تمہارا دو ٹکے کا منافع یا نفس کی خواہش پوری کرنے والی چند اشیاء کا استعمال جن کا متبادل بھی تمہارے پاس موجود تھا، میری عزت وآبرو سے زیادہ قیمتی تھے تو ہمارے پاس کیا جواب ہوگا؟ ہم اگر مسلمان ہیں تو ہمارے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرنے کا جذبہ بھی ہونا چاہئے، ان چند اشیاء کو استعمال کئے بغیر ہم مر نہیں گے، مگر جب ہمارے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کئے جائیں گے تو آپ کتنا خوش ہوں گے کہ میری امت میں مجھ سے محبت کرنے والے ابھی باقی ہیں، پورا حق تو پھر بھی ادا نہ ہوگا، پورا حق تو انہوں نے ادا کیا جو شہید کئے جارہے ہیں، دشمن نے

کہا کہ کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ تمہاری جگہ محمد کو تمہارے بدلے میں قتل کیا جائے اور تم آزاد ہو جاؤ، فرمایا: خدا کی قسم! مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمدؐ کے پیر میں کوئی کانٹا بلکہ پھانس بھی چبھے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں اور شہید ہوگئے، حضرت زید بن دثنہؓ، غازی علم الدین شہیدؒ، غازی عبدالقیوم شہیدؒ، عامر چیمہ شہیدؒ وغیرہ نے حق ادا کیا ناموس رسالت پر اپنی جانیں قربان کر کے، ہم سے تو چند اشیاء کے چھوڑنے کی قربانی مانگی جارہی ہے، اور ہم اس پر بھی تیار نہیں تو ہمیں آخرت میں اپنے ٹھکانے کا خود اندازہ لگا لینا چاہئے۔

دوسرا سیاسی سطح پر ہمیں اپنی حکومتوں کو آمادہ کرنا چاہئے کہ ایسے ممالک جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کو نہ صرف برداشت کیا بلکہ ان کی حمایت کی جیسے ڈنمارک، ان سے سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں اور اقوام متحدہ میں بھرپور طریقہ پر اس طرح کی حرکتوں کی مذمت اور اس کے خلاف تادیبی قوانین بنانے پر زور دیا جانا چاہئے، او آئی سی کی سطح پر بھی احتجاجی کارروائیاں موثر انداز میں پیش ہونا چاہئیں، خالی قراردادوں سے کام نہیں چلے گا، جی سی سی ممالک اس سلسلے میں قابل قدر اقدام اٹھانے کے قابل ہیں، انہیں اس سلسلے میں اپنی کوششوں کو بڑھانا چاہئے، ان سب باتوں پر ہمیں اپنے علماء کرام کے کہنے کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

تیسرا تبلیغی و دعوتی سطح پر ہر مسلمان خاص طور پر علماء کرام کو اپنی کوششیں بڑھانا چاہئے، مغربی دنیا کے اکثر عوام نفسیاتی ٹوٹ پھوٹ کے شکار ہیں، وہ اپنی موجودہ زندگی سے اکتا چکے ہیں، وہ سکون چاہتے ہیں، جس کے لئے وہ منشیات کا سہارا لیتے ہیں، مگر انہیں صحیح راستہ نظر نہیں آرہا ہے، حالت یہ ہے کہ ایک مغربی عورت رپورٹر جیپ کے طالبان دور حکومت میں افغانستان میں داخل ہوئی، پکڑی گئی اور اپنے ساتھ مسلمانوں کے رویے سے متاثر ہو کر اسلام کا مطالعہ کیا تو اپنے مقام کا علم ہوا اور مسلمان ہوگئی، اگر ہم خود اپنے دین پر چلتے ہوئے جب ایسے اندرونی طور پر دکھی انسانوں میں دعوت و تبلیغ کے کام کریں گے اور انہیں سمجھائیں گے کہ جس سکون کے تم متلاشی ہو وہ تمہیں صرف اسلام ہی دے سکتا ہے اور اسی میں آخرت کی بھی نجات ہے، تو نتائج ہماری توقعات سے بھی انشاء اللہ اچھے نکلیں گے اور چونکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی پسندیدہ ہے، اس لئے اس کی مدد و نصرت بھی فوراً متوجہ ہوگی۔

تو آئیے اپنے علماء کرام کے ساتھ جڑ جائیے اور ان کی مندرجہ بالا کوششوں میں اپنی پوری صلاحیتوں اور وسائل کے ساتھ کمربستہ ہو جائیے کہ شاید ہمارا یہی عمل ہماری نجات کے لئے کافی ہو جائے۔ ☆......☆

ICEBERG (Water Chiller)

☆ پینے کا پانی ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ بجلی کی بھی بچت کرتا ہے، ☆ خوبصورت ڈیزائن، ☆ باڈی مکمل کوٹڈ ہونے کی وجہ سے زنگ سے محفوظ، ☆ واٹر ٹینک اسٹین لیس اسٹیل، ☆ جدید ترین ٹیکنالوجی کو سامنے رکھ کر مکمل کیلکولیٹڈ بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ صرف چند منٹوں میں آپ کو ٹھنڈا پانی دینا شروع کر دیتا ہے۔

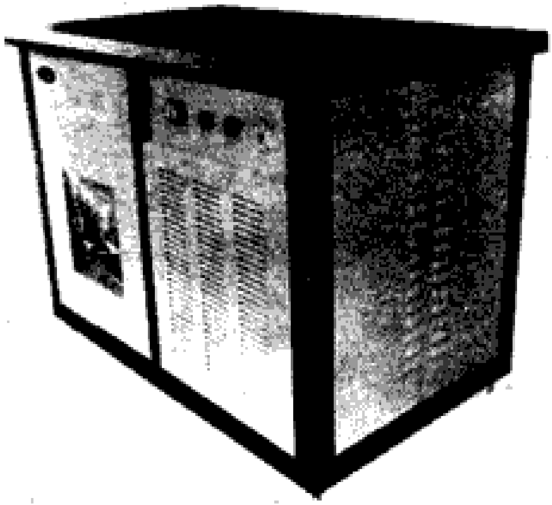

فلاحی اداروں اور سپلائرز کے لئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

تین مختلف خوبصورت ڈیزائن اور کیپیسٹی میں دستیاب ہیں

رابطہ سیل: 0333-2126720

E-mail:monir@super.net.pk

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا عبدالحمید قادریؒ کا سانحہ ارتحال

مولانا عبدالحمید قادریؒ فیروزہ ضلع رحیم یار خان کے رہنے والے اور حضرت درخواستیؒ کے قدیمی شاگردوں اور مجلس کے بہی خواہوں میں سے تھے، جب کبھی حاضری ہوتی تو طبیعت باغ و بہار ہوجاتی اور بزرگوں کے واقعات سناتے، خود بھی روتے ہمیں بھی رلاتے، دو واقعات جو موصوف نے بیان کئے پیش خدمت ہیں:

ا:...... فرمایا کہ ایک مرتبہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ جامعہ مخزن العلوم تشریف لائے حضرت درخواستیؒ نے مجھے خدمت پر مامور فرمایا، جب حضرت جالندھریؒ نے اجازت چاہی تو حضرت درخواستیؒ نے مجھے (غالباً) دس روپے دیئے کہ مولانا کو تانگہ پر بٹھلاکر گاڑی میں سوار کرآئیں، مولانا جالندھریؒ نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور فرمایا کہ پیدل چلتے ہیں کیونکہ آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں، چنانچہ پیدل چل پڑے اور مجھ سے فیروزہ میں اپنی زمینوں کے متعلق دریافت کرتے رہے، تاآنکہ اسٹیشن آگیا مجھے فرمایا: عبدالحمید! حضرت نے کیا پیسے دیئے تھے تو میں نے پیش کردیئے اور مولانا نے حضرت درخواستیؒ کے نام رسید کاٹ دی اور مجھے فرمایا: ”عبدالحمید بڑے لوگوں کا وقت قیمتی ہوتا ہے اور چھوٹے لوگوں کے پیسے“ مولانا جالندھریؒ ہر اعتبار سے بڑے تھے لیکن پیسے کے متعلق قناعت پسند اور مجلس کے ایک ایک پیسے کے امین۔

۲:...... رمضان المبارک میں مجلس کے ساتھ مالی تعاون کے سلسلہ میں بندہ حاضر ہوا تو فرمایا کہ آج میں خود اپیل کروں گا، نماز ظہر پڑھا کر فرمایا کہ ملک کے نامور عالم دین حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے، عمرہ سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ حاضری دی اور بقیہ زندگی مدینہ طیبہ میں گزارنے کی نیت سے قیام پذیر ہوگئے۔ چنانچہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا: ”عبداللہ کیا کرنے آئے ہو“ جواب میں عرض کیا بقیہ زندگی آپ کی ہمسائیگی میں گزارنے کی نیت سے آیا ہوں، فرمایا: ”تمہارے ملک میں کتے میری ختم نبوت کو بھونک رہے ہیں اور تم یہاں آگئے ہو فی الفور وطن واپس جاکر قادیانیت کا پُر زور تعاقب کرو“ دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ: میرے نواسے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ ڈٹ کر قادیانیت کا تعاقب کرتا رہے۔“ چنانچہ حضرت درخواستی واپس تشریف لے آئے خان پور اترنے کے بجائے ملتان تشریف لے آئے اور شاہ جیؒ کے در دولت پر حاضری دی، اور اپنے عمرہ کے سفر کی روئیداد پیش کی اور ساری گفتگو سنائی۔ شاہ جیؒ زاروقطار رونے لگ گئے اور بار بار فرماتے درخواستی صاحب کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لے کر سلام ارشاد فرمایا؟ وہ جملے بتلائیں تو حضرت درخواستیؒ وہ جملے بیان فرماتے تو شاہ جیؒ پھر رونے لگ جاتے، آخر میں فرمایا، درخواستی صاحب گواہ رہنا جب تک زندہ رہوں گا، قادیانیت کا تعاقب کرتا رہوں گا۔ موصوف کا بیعت کا تعلق دین پور شریف سے تھا، حضرت اقدس میاں عبدالہادیؒ کے بعد حضرت اقدس میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ سے متعلق ہوگئے، طبیعت پر حضرت میاں سراج احمد دین پوری کے مزاج کا رنگ غالب تھا۔

عرصہ دراز تک مدینہ مسجد باداحی باغ لاہور (لاری اڈا) کے خطیب رہے اور سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے تعلق رہا، مجلس اور جمعیت کے فدائی و شیدائی تھے، نئے نئے اداروں، تنظیموں، جذباتی نعروں کو ملک وملت اور مسلک کے لئے مضر خیال کرتے، کافی عرصہ ہوا ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ پھر ماہنامہ لولاک ملتان کے جمادی الاوّل ۱۴۲۹ھ کے شمارہ میں آپ کی وفات کی خبر نظر سے گزری، اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یاالٰہ العالمین۔

ان لذتوں سے اکتاہٹ نہیں ہوتی

مامون الرشید نے ایک دن حسن بن سہیلؒ سے کہا: میں نے دنیا کی تمام لذتوں پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہر ایک لذت ایسی ہے جس سے انسان کسی نہ کسی وقت اکتا جاتا ہے، لیکن سات لذتیں ایسی ہیں جن سے کبھی اکتاہٹ نہیں ہوتی: ”گندم کی روٹی، بکری کا گوشت، ٹھنڈا پانی، ملائم کپڑا، خوشبو، گداز بستر اور ہر قسم کے حسن کو دیکھنا۔“

حسن بن سہیلؒ نے کہا: امیر المومنین! ایک چیز رہ گئی اور وہ ہے: ”لوگوں سے بات چیت“ مامون نے اس کی تصدیق کی۔

ابو محمد زکریا، کراچی

بزم اطفال

سچا وعدہ

نصیر احمد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”مسلمانو! (اپنے) قراروں کو پورا کرو۔“

عزیز بچو! کسی وعدے یا کسی قسم کے قول وقرار کے پورا کرنے کا نام پابندیٔ عہد ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ وعدے کا پکا اور سچا ہے، اسی طرح اس کے بندوں کی بھی یہ خوبی ہے کہ وہ وعدے کے سچے ہوں، مومن کا فرض ہے کہ وہ جب کسی سے کوئی وعدہ یا قول قرار کرے تو اس پر پابند رہے، سمندر اپنا رخ پھیرے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائے مگر مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے عہد وپیمان سے روگردانی کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپؐ ہر خطبہ میں اس کو دہرایا کرتے تھے کہ: ”لا دین لمن لا عہد لہ“ (احمد طبرانی) ”جس میں عہد نہیں اس میں دین نہیں“ یعنی جو عہد پورا نہیں کرتا وہ دین کی روح سے محروم ہے۔

بچو! اب ہم تمہیں وفائے عہد کے متعلق ملک عرب کی ایک کہانی سناتے ہیں، کہتے ہیں کہ عرب قبیلہ کے ایک سردار نے اپنے قبیلے کے ایک شخص مسمی طے کو موت کی سزا دی، طے کو جب حکم سنایا گیا تو اس نے سردار سے عرض کی: جناب! میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں لیکن اس سے قبل آپ کے سامنے ایک درخواست ہے سردار نے کہا بتاؤ تمہاری کیا درخواست ہے؟ طے نے عرض کی، جناب یہاں سے کچھ فاصلے پر میرا گھر ہے مجھے ۲۴ گھنٹوں کی مہلت دیجئے تاکہ میں اپنے بال بچوں کو مل آؤں، سردار نے کہا ہمیں اس میں کوئی عذر نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اپنا ضامن دیتے جاؤ، طے نے عرض کی جناب یہ بڑا مشکل کام ہے طے نے یہ الفاظ کچھ ایسے درد بھرے لہجے میں کہے کہ وہاں کا ایک شخص صدیق ضمانت کے لئے تیار ہوگیا۔ سردار نے کہا: دیکھو صدیق! تم ضامن بن رہے ہو، لیکن یہ جان لو اگر طے مقررہ وقت پر نہ آیا تو تمہیں اس کی بجائے قتل کیا جائے گا، صدیق نے جواب دیا، جناب مجھے سب کچھ منظور ہے، طے نے جب یہ باتیں سنیں تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، پھر اس نے صدیق کو گلے لگایا اور کہنے لگا تم نے طے پر بھروسہ کیا تو یقین رکھو کہ طے تمہیں دھوکا نہیں دے گا، یہ کہا اور اپنے تیز رفتار

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اخلاص کی قدر وقیمت ہے

مولانا محمد عرفان، کراچی

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے فرمایا: ”اخلاص خالص کرنے کو کہتے ہیں اور خالص اسے کہتے ہیں کہ جس میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہو۔ اخلاص کے معنی پیارو محبت کے نہیں آتے۔ خوش اخلاقی اور تواضع وغیرہ یہ سب ملکہ باطنی ہیں، ان کا اثر ظاہر پر ضرور پڑھتا ہے لیکن ہر ایک کا ایک موقع ہوا کرتا ہے۔ مسلمان کی قدر وقیمت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسجد سے زیادہ ہے، لہٰذا کسی مسلمان کی تذلیل نہیں کرنی چاہئے اور مسلمانوں کو آپس میں متحد رہنا چاہئے، غیبت اور بدگمانی کے ذریعے اپنا اتحاد نہیں توڑنا چاہئے۔ مخالفتیں کم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے آپ کو دوسرے سے کم تر سمجھے، آپس میں عداوتیں تکبر کے سبب پیدا ہوتی ہیں اور تکبر سے غیبت اور بدگمانی وغیرہ ہوجاتی ہے، ہر مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے لئے دعائے خیر کرتا ہے، یہاں تک تعلیم ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی گناہ کے اندر ملوث ہو تو دوسرے مسلمان اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں، جیسے کہ بیمار سے برتاؤ کرتے ہیں، یعنی اس کو گناہ سے باز رکھیں۔ اخلاص کو اپنے اندر پیدا کرنے کی فکر کرنی چاہئے، کیونکہ اللہ نے عبادت مع الاخلاص کا حکم دیا ہے، اخلاص اختیاری فعل ہے اس لئے سب سے پہلے اپنے اندر ارادہ پیدا کیا جائے کہ اخلاص کا ملکہ حاصل ہوجائے۔ فضل خداوندی اس وقت ہوگا جب اپنی طرف سے ارادہ اور طلب ہو، جب طلب ہوگی تو عنایت خود بخود متوجہ ہوگی۔ غیر اختیاری امور کے پیچھے پڑ جانا اخلاص کے خلاف ہے، ریاکاری اور شہرت عدم اخلاص کی خرابی ہے۔ علم اور عمل، دین کے دو شعبے ہیں، دونوں میں اخلاص ضروری ہے، علم اور عمل دونوں میں تجاذب ہے کبھی علم سے نیت درست ہوجاتی ہے اور کبھی عمل سے نیت درست ہوجاتی ہے۔ اللہ بہت ہی پاک ہیں اور ہر اس عبادت کو قبول فرماتے ہیں جس میں آمیزش نہ ہو اگر کوئی اپنی اصلاح کا سچا طالب ہے تو اسے چاہئے کہ پختہ ارادہ کرکے اپنی اصلاح کے پیچھے پڑ جائے، کوئی وقت فارغ نہ ہو اور اپنے دماغ کو فضول تفکرات سے خالی رکھے، دماغ کی کمزوری اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ اپنے دماغ کو فضول تفکرات اور تکلفات میں لگادیا جاتا ہے اور تکلفات سے دماغ پریشان اور کمزور ہوجاتا ہے، دین میں دشواری نہیں ہے۔ اگر کسی کو دین کے کسی کام میں دشواری معلوم ہورہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ دینی کام کرنے کا ارادہ نہیں کیا ہے، ارادہ ایسی چیز ہے کہ اس کے نہ ہونے سے آسان کام مشکل ہوجاتے ہیں۔ اخلاص حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر کام کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ ہم یہ کام کیوں کررہے ہیں؟! اگر نیت فاسد ہے تو علاج یہ ہے کہ اس کو قلب سے نکال دیجئے۔ دوسرا کام یہ کریں کہ مخلصین کی حکایات کا مطالعہ کیا کریں۔ تیسرا کام یہ کریں کہ اہل اخلاص یعنی اللہ والوں کی صحبت اختیار کیجئے اور ان کے اقوال اور افعال پر نظر کیجئے انشاء اللہ! اخلاص پیدا ہوجائے گا۔

بزم اطفال

گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے گھر کی طرف چل دیا، جب طے گھر پہنچا تو گھر والوں کو موت کی خبر سنائی، یہ خبر سنتے ہی گھر والوں نے رونا شروع کر دیا۔ طے نے کہا، رونے پیٹنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، ہر انسان کو مرنا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ کوئی پہلے مر جاتا ہے کوئی بعد میں، بس میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ طے کے ایک دوست نے طے سے کہا، تم مقررہ وقت پر نہ جاؤ، اس لئے کہ صدیق کی ابھی شادی نہیں ہوئی، وہ مر بھی گیا، تو کوئی حرج نہیں، تم قتل... کئے گئے تو تمہارے بال بچوں کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ طے نے جب دوست کی یہ باتیں سنیں تو اسے بڑا غصہ آیا، اس نے کہا تم مجھے بدی کا راستہ دکھا رہے ہو یاد رکھو جھوٹ بولنا انسان کی سب سے بڑی ذلت ہے اور ذلت کی زندگی سے موت بہتر ہے۔

اب ادھر کا حال سنو! اگلے دن صبح قبیلہ کا سردار سب چھوٹے بڑوں کا ساتھ لے کر میدان میں پہنچ گیا، جلاد بھی موجود تھا، مقررہ وقت میں ابھی کوئی آدھ گھنٹے کی دیر تھی ہر کوئی طے کا منتظر تھا، جوں جوں وقت قریب آرہا تھا لوگوں کی پریشانی بڑھتی جارہی تھی، آخر کار وقت مقررہ آپہنچا، سردار نے صدیق سے کہا، مجھے تمہاری جوانی پر ترس آرہا ہے لیکن میں قبیلے کے قوانین سے مجبور ہوں، چونکہ تم نے طے کی ضمانت دی ہے اور وہ وقت مقررہ پر نہیں پہنچا، اس لئے تمہیں اس کی جگہ مرنے کو تیار ہونا چاہئے۔

صدیق نے دلیرانہ جواب دیا جناب میں بالکل تیار ہوں، سردار نے جلاد کو صدیق کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا، جلاد تلوار لے کر آگے بڑھا ہی تھا کہ دور سے گرد و غبار اڑتا ہوا نظر آیا، لوگوں نے شور مچا دیا کہ ٹھہرو ٹھہرو شاید طے آگیا، سردار نے بھی جلاد کو رک جانے کا حکم دے دیا اچانک لوگوں نے دیکھا کہ طے اس طرف سے گرتا پڑتا آرہا ہے، قریب آکر وہ سردار کے قدموں پر گر پڑا، اس کا ذہن لہولہان تھا اور تمام بدن پسینے میں شرابور تھا، کچھ سانس لینے کے بعد تھوڑا سا ٹھنڈا پانی پیا اور سردار سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں معذرت کرنے لگا کہ راستہ میں میرا گھوڑا مر گیا تھا اس وجہ سے مجھے دیر ہوگئی ہے، اب آپ مجھے قتل کر سکتے ہیں، سردار طے کی باتیں سن کر اتنا متاثر ہوا کہ اس نے لوگوں کو کہا کہ: لوگو! طے جیسے آدمی کو زندہ رہنا چاہئے، لوگوں نے بیک آواز ہوکر پکارا بے شک ایسے شخص کو نہیں مرنا چاہئے، لوگوں کا یہ فیصلہ سن کر سردار نے طے کو گلے لگا لیا اور کہا: میں تم پر اور تمہارے قبیلے والوں پر فخر کرتا ہوں، اٹھو! تمہارا قصور معاف کر دیا گیا، اب تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا، لوگوں نے سردار کی باتیں سنیں تو خوشی سے اچھلنے لگے اور خوش خوش شہر کو واپس چلے گئے۔

عزیز بچو! اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں حاصل ہوتی ہیں: (۱) سچ ہمیشہ نجات دلاتا ہے، (۲) سچے آدمی کی ہر کوئی عزت کرتا ہے، (۳) مسلمان عہد کا پکا ہوتا ہے۔

لہٰذا ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم عہد کی پابندی کریں اور کبھی جھوٹ نہ بولیں، جھوٹا اور عہد کی پابندی نہ کرنے والا دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوگا، برخلاف اس کے وعدے کا پکا اور سچا آدمی ہر کسی کی نگاہ میں عزیز ہوگا۔ ☆☆..........☆☆

شعور ختم نبوت

مولانا قاضی احسان احمد

سوال: مولانا لال حسین اخترؒ کی قادیانیت چھوڑنے کی وجہ کیا تھی؟

جواب: انہوں نے مرزا قادیانی کو خواب میں خنزیر کی شکل میں دیکھا تھا۔

سوال: تحریک ختم نبوت 1953ء کا مرکز لاہور شہر تھا، لاہور میں کون سی جگہ؟

جواب: مسجد وزیر خان اندرون کشمیری بازار لاہور۔

سوال: تحریک ختم نبوت 1953ء کے وقت لاہور کا آفیسر کمانڈنگ کون تھا، جس کے حکم سے فوج نے اپنی عوام پر گولیاں برسائیں؟

جواب: جنرل اعظم خان۔

سوال: تحریک ختم نبوت 1974ء کے وقت مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر کون تھے؟

جواب: محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ۔

سوال: پاکستان کے کس وزیر اعظم کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور اس وقت پاکستان کے صدر کون تھے؟

جواب: وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم تھے اور صدر چوہدری فضل الٰہی تھے۔

سوال: تحریک ختم نبوت 1974ء کا فاتح جرنیل کسے کہا جاتا ہے؟

جواب: حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو۔

سوال: جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لئے لڑے گئے معرکوں میں سے ایک کا نام بتایئے؟

جواب: جنگ یمامہ۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کفر اور اسلام کی سب سے پہلی جنگ یمامہ کہلاتی ہے، جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانۂ خلافت میں ہوئی۔ بتایئے! یہ جنگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے کتنے عرصے بعد ہوئی؟

جواب: تقریباً پانچ ماہ بعد۔

خبروں پر ایک نظر

تحفظ ناموس رسالت کانفرنسیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی تحفظ ناموس رسالت کانفرنسوں سے ممتاز علماء کرام کے ایمان پرور خطابات

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی وہ بین الاقوامی جماعت ہے جو اپنے یوم تاسیس سے قادیانیت کے تعاقب جیسے مقاصد کے حصول کے لئے کمربستہ اور صف آراء ہے بحمداللہ جماعت کو حق تعالیٰ شانہ نے ہر مقام پر فتنہ قادیانیت کے خلاف کامیابی سے ہمکنار کیا۔

گزشتہ دنوں کراچی کی سطح پر منعقد ہونے والی تحفظ ناموس رسالت کانفرنسز سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین جن میں جانشین حضرت لدھیانوی شہیدؒ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا فیاض احمد مدنی نے خصوصیت کے ساتھ شرکت کی اور شمع ختم نبوت کے پروانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحمیت کا درس دیا، اسلام اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشیں کرنے والے ملکی اور غیر ملکی عناصر کو بے نقاب کیا۔

پہلی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس اسکاؤٹ کالونی میں بعد نماز عشاء منعقد ہوئی جس میں زینت القرآء مولانا قاری احسان اللہ فاروقی نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت کلام پاک کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا رب نواز حنفی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ہمارا ایمان ہے، اس کے تحفظ کے لئے ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام تر توانائیاں بروئے کار لائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے فرمایا کہ قادیانی گستاخانِ رسول کا سب سے بڑا گروہ ہے، اس کا بائیکاٹ کرکے ہمیں غیرت کا ثبوت دینا چاہئے، آج ہم اپنے ایمانی جذبہ کے تحت ڈنمارک، ناروے اور دیگر یورپین ممالک کے خلاف احتجاج کے لئے یہاں جمع ہیں اس سے بھی زیادہ اہم ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم مسیلمہ پنجاب کے جانشینوں کا تعاقب کریں۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں انہوں نے حاضرین کو فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہ کیا، اکابرین، علماء حق کے ایمان افروز واقعات سنا کر ان کے ایمان کو جلا بخشی۔ آخر میں حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے دعا فرمائی، اس طرح یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

۱۱/مئی بروز اتوار صبح دس بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء کا تربیتی کنونشن رکھا گیا جس میں الحمدللہ طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور اپنے ایمانی جذبہ اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیا۔ طلباء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کراچی جماعت کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں کفار و مشرکین کے خلاف جتنے معرکے ہوئے ان سب میں ۲۵۹ کے قریب صحابہ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش کیا مگر ایک جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے لڑی گئی جنگ میں بارہ سو صحابہؓ اور تابعینؒ شہید ہوئے۔ اس سے کسی قدر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف کس شدت کے ساتھ اقدام کی ضرورت ہے۔ طلباء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے فرمایا کہ اس دنیا میں ہر کام کی ابتداء ہے اور ایک انتہا ہے، سلسلۂ نبوت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح حضرت آدمؑ سے پہلے کوئی نبی نہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کوئی نہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، اسلام اس کو حرف غلط کی طرح مٹا دے گا، چنانچہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کا عملی ثبوت دیتے ہوئے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا اور اس فتنہ کو ختم کیا، آج بھی ضرورت ہے کہ نوجوان طبقہ جس کے ہاتھ میں اس ملک وملت کی باگ ڈور ہوگی وہ اپنی جوانی اپنے عظیم ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لئے صرف کردے، ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ تمام غیور مسلمان اپنے اسکول، کالج، یونیورسٹی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا ضرور کام کریں گے۔

دوسری عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس بلدیہ ٹاؤن سعید آباد چاندنی چوک میں بروز اتوار بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ جس کے لئے علاقہ بھر کے علمائے کرام نے بھرپور انداز میں تیاری کی اور پروگرام کا انعقاد کیا۔ الحمدللہ عوام وخواص کی ایک بہت بڑی تعداد نے پروگرام میں خوب دلجمعی کے ساتھ شرکت کی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب مفتی فیض الحق نے ادا کئے جبکہ مولانا قاری حق نواز اور دوسری علاء

کرام نے قراردادیں پیش کیں، تلاوتِ کلام پاک قاری احسان اللہ فاروقی نے کی حمد و نعت کے لئے حافظ محمد اشفاق تشریف لائے اور اپنے مخصوص انداز میں حمد باری تعالیٰ اور بارگاہ کونین میں ہدیۂ نعت پیش کیں۔

اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہمارا اجماعی عقیدہ ہے، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہم سب کی ذمہ داری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے بعد اگر کوئی دعویٰ نبوت کرتا ہے وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

اس عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی انکوائری کے لئے حکومت نے جسٹس منیر کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا تھا، جس میں جسٹس ایم آر کیانی بھی شامل تھے، یہ اس دور کی بات ہے جب قادیانیوں کے خلاف زبان کھولنا سیدھے جیل جانے کے مترادف تھا مگر قربان جائیں ہم اپنے اکابرین کے کہ انہوں نے جیل تو قبول کی، پابند سلاسل تو ہوئے مگر کسی موقع پر پیٹھ نہیں دکھائی بلکہ دشمن کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر اس کا مقابلہ کیا اور اپنی آنے والی نسل کو سبق دیا کہ سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے، سب سے دوستی ہوسکتی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو کسی قیمت پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔

تیسری تحفظ ناموس رسالت کانفرنس گلستان جوہر جامع مسجد عثمان غنی میں منعقد ہوئی اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سعید احمد جلال پوری نے کہا کہ ایمان، اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایک مسلمان کے لئے بہت بڑی نعمت ہے، اس نعمت کی قدردانی ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے، ہم اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے جتنا قریب کریں گے رحمتِ حق اتنا ہی ہمارے قریب ہوگی جو مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ ادا کرے گا۔ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز ہوگا۔

کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ہمارے اکابرؒ نے ایسے مربوط اور منظم انداز میں اپنے دشمن کے خلاف تحریک چلائی کہ اس کو پنپنے نہیں دیا، آج قادیانی بھی اپنے سفر پر غور کریں کہ وہ کہاں سے چلے تھے اور آج کس پوزیشن میں ہیں؟ اور ہم بھی ان کو بتاتے ہیں کہ ہم نے سفر کس حال میں شروع کیا تھا اور آج الحمدللہ! ہمارا یہ سفر ترقی کے منازل طے کررہا ہے اور ایسا ایک وقت آئے گا انشاء اللہ، روئے زمین پر ایک بھی قادیانی تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گا، حضرت مولانا نے قادیانیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: قادیانیو! اب بھی وقت ہے: غور کرلو اور مرزا غلام احمد قادیانی کے نجس و متعفن دامن کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین و جمیل اور معطر دامن سے وابستہ ہوجاؤ اس میں تمہاری فلاح و کامیابی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام چوتھی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس گلشن حدید فیزون جامع مسجد توحید میں منعقد ہوئی، اس عظیم اجتماع میں مقامی لوگوں نے بھرپور انداز میں شرکت کی اور پروگرام کو نہایت دلجمعی اور توجہ سے سنا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، جامع مسجد توحید کے خطیب سابق ممبر صوبائی اسمبلی مولانا احسان اللہ ہزاروی نے صدارت کی جبکہ مقامی علماء کرام نے دیگر تمام امور کی نگرانی کی۔

کانفرنس کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے اس بات پر زور دیا کہ آج دنیا میں ہر انسان کامیابی کا متلاشی ہے وہ چاہتا ہے کہ میں کامیاب ہوجاؤں میری اولاد کا مستقبل بن جائے، سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کامیابی کہاں کی؟ کامیابی کس راستہ پر ہے؟ دنیا کی سب نعمتیں مل جانا کیا یہ کامیابی ہے؟ دنیا کی فنا ہوجانے والی راحتیں، آسائشیں ملنا یہ کامیابی کا مدار ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ دنیا اور آخرت کی کامیابی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور احکامات کے ماننے میں ہے تمام دنیا مل جائے رب کی توحید پر ایمان نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور ختم نبوت پر ایمان نہیں تو یہ دنیا، مال، متاع، عزت، شہرت کسی کام کی نہیں، یہ آنکھ بند ہوتے ہی بے وفائی کر جائے گی اور انجام کار آپ اپنے ہاتھ ملتے ہوئے گناہوں کی دلدل ہی میں غرق خائب اور خاسر ہوجائیں گے لہٰذا اس وقت کو قیمتی بنائیں سب سے اہم اور قیمتی کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا کام ہے، اس میں شریک ہوجائیں، رب بھی راضی اور رب کا حبیب بھی راضی۔ پروگرام رات گئے تک جاری رہا، علاقہ بھر کے مسلمانوں اور محبین نے بہت خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

مولانا شجاع آبادی سلانوالی کے دورہ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ایک روزہ دورہ پر سلانوالی تشریف لائے، جہاں آپ نے مدنی مسجد میں خطبہ جمعۃ المبارک دیا، جس میں سامعین سے ڈنمارک اور ہالینڈ کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی۔ جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد جامعہ حسینیہ میں قاری محمد اکرم مدنی، پیر محمد افضل الحسینی نے ظہرانہ دیا، جس میں چیدہ چیدہ جماعتی رفقاء نے شرکت کی۔ مغرب کی نماز کے بعد مرکز آل محمد جامعہ ختم نبوت کے اساتذہ و طلبہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ طلبہ کرام محنت، توجہ اور لگن سے تعلیم حاصل کریں،

دوران تعلیم غیر نصابی سرگرمیوں سے پرہیز کریں۔

اساتذہ کرام سے کہا کہ وہ طلبہ کی تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دیں اور انہیں دین اسلام کے خلاف اٹھنے والے قدیم و جدید فتنوں بالخصوص قادیانیت کے عقائد و نظریات سے آگاہ کریں اور ان کے غلط نظریات اور شکوک وشبہات کے جوابات دے کر انہیں کفر کے مقابلہ پر لا کھڑا کریں۔ رات ۱۱ بجے کے بعد روہی ایکسپریس کے ذریعہ راولپنڈی تشریف لے گئے، ریلوے اسٹیشن پر جامعہ ختم نبوت مرکز آل محمد کے اساتذہ کرام نے انہیں الوداع کیا۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے

خانیوال (پ ر) عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی واساسی عقیدہ ہے، اس پر غیر مشروط ایمان لائے بغیر آدمی کی نجات ممکن نہیں، یہ عقیدہ قرآن پاک کی ایک سو آیات اور ۲۱۰ احادیث اور صحابہ کرامؓ کے مبارک دور سے لے کر آج تک پوری امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد المینار میں منعقدہ ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا، جس کی صدارت مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی امیر مجلس خانیوال نے کی۔ انہوں نے کہا کہ یوں تو دسیوں مدعیان نبوت نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی شیطان اور فرعون سے بڑا کافر تھا، جس نے نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ تک کہہ دیا، انہوں نے کہا کہ قادیانی کلمہ تو مسلمانوں کا پڑھتے ہیں، لیکن محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں، جیسا کہ مرزا قادیانی کی تصنیف ”ایک غلطی کا ازالہ“ اور مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے کلمۃ الفصل میں اور لاہور ہائیکورٹ کے سابق جج جسٹس خلیل الرحمٰن خان نے اپنے فیصلہ میں لکھا۔ مولانا شجاع آبادی تین روزہ دورہ پر خانیوال تشریف لائے جہاں آپ نے جامع مسجد المینار کے علاوہ جامع مسجد آمنہ چک نمبر ۱۰/۱۶۸ آر، مدنی مسجد کوٹ حبیب، جامعہ مالکیہ للبنات، جامع مسجد لال، جامع مسجد پیپلز کالونی میں اجتماعات سے خطاب کیا۔ آپ کے ساتھ ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی اور ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا عطاء المنعم نعیم، محمد آصف خان ساتھ ساتھ رہے۔ ان اجتماعات میں اسلامیان خانیوال کو قادیانیت کے عقائد و نظریات سے آگاہ کیا گیا۔ شرکاء سے سوال وجواب کی نشستیں ہوئیں اور آپ خانیوال سے لودھراں تشریف لے گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما
مولانا اللہ وسایا کا دورۂ اندرون سندھ

میر پور خاص (رپورٹ: مولانا محمد علی صدیقی) قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں، قادیانیت اسلام سے بغاوت کا دوسرا نام ہے اور اس دنیا میں قادیانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین گستاخ ہیں، ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اندرون سندھ ۶ تا ۹/ مئی ۲۰۰۸ء کو تحفظ ناموس رسالت کانفرنس میں کیا جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بدین، کنری، ٹنڈو الہ یار، خیر پور میرس اور گمبٹ میں منعقد کی گئی تھیں۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانیت سکڑ رہی ہے اور اب قادیانیت کے خاتمے کے دن قریب آچکے ہیں، مولانا نے مثال دے کر کہا کہ اس الیکشن میں کچھ قادیانی امیدوار سامنے آئے اور اس انداز سے آئے کہ ان کا خیال تھا کہ ہم الیکشن جیت کر قومی یا صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو جائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے کوئی بھی قادیانی قومی اسمبلی یا چاروں صوبائی اسمبلی کے ممبر نہیں بن سکے۔

مولانا نے مزید کہا کہ انڈونیشیا میں ان کی تمام تر سرگرمیوں پر وہاں کی اسلامی حکومت نے پابندی عائد کردی ہے اور وہاں کی اسلامی حکومت سفارشات مرتب کررہی ہے کہ ان کو غیر آئینی قرار دیا جائے اور اسی طرح بنگلہ دیش کی ہائیکورٹ نے بھی قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا ہے کہ بنگلہ دیش میں یہ اپنے جھوٹے مذہب کے بارے میں کوئی لٹریچر شائع نہیں کرسکتے۔

مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مزید کہا کہ قادیانی جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے ہیں اور امت مسلمہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں، ہم سب مسلمانوں کو مل کر اس فتنہ کا مقابلہ کرنا چاہئے، قادیانیت اگر کوئی پر پرزے نکال رہی ہے تو صرف امداد وعلاج کے چکر میں، ورنہ قادیانیت سے قادیانیت قبول کرنے والے لوگ بھی بے زار ہیں اور لاتعداد قادیانی قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کررہے ہیں اور اس کی سب سے اہم مثال ضلع بدین کے ایک گاؤں کھڈارو میں محراب خان گرگز نے ۱۳۰ سال کی عمر میں قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اندرون سندھ پہلی کانفرنس ۶/ مئی بروز منگل کو بدین شہر میران چوک میں ہوئی اور اس کی صدارت مولانا عبدالستار چاوڑا نے کی۔ کانفرنس سے خطاب مولانا اللہ وسایا مدظلہ مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا اسد اللہ حیدری، مولانا عبداللہ سندھی، راقم الحروف مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی، حافظ محمد طیب اور حکیم مولوی عاشق نقشبندی نے کیا۔ ۷/ مئی کو مولانا اللہ وسایا نے جامعہ مسجد مدینہ میں فجر کی نماز کے بعد درس قرآن دیا اور پھر ۷/ مئی کی شام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے زیر اہتمام تحفظ ناموس رسالت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا اسد اللہ حیدری، مولانا عبداللہ شاہ

مظہر، مولانا محمد ہارون معاویہ، مولانا محمد نذر عثمانی، راقم الحروف، مولانا احمد میاں حمادی اور حافظ محمد اشفاق کے خطابات ہوئے۔

۸/مئی کو تحفظ ناموس رسالت کانفرنس ٹنڈو اللہ یار میں ہوئی جن کا اہتمام مولانا محمد راشد محبوب، مولانا محمد مبین، مولانا خالد نثار، مدرسہ صدیق اکبر ٹنڈو لہ یار نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کیا تھا۔ کانفرنس سے خطاب مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد عیسیٰ سموں، قاری کامران احمد اور مولانا احمد میاں حمادی، مولانا مفتی حفیظ الرحمن، مولانا محمد نذر عثمانی اور راقم نے کیا۔

۹/مئی کو مولانا اللہ وسایا مدظلہ خیر پور میرس ضلع تشریف لے گئے جہاں انہوں نے خیر پور میں اور رات کو گمبٹ میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس سکھر

سکھر (رپورٹ: مولانا عبداللطیف اشرفی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام ۱۵/مئی بروز جمعرات بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت صاحبزادہ مولانا غلام اللہ ہالیجوی نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ پرویز لیگ کی حکومت ۱۹۷۳ء کے آئین سے تحفظ ناموس رسالت کا قانون حذف کرانا چاہتی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ہی حذف کر دیا۔ مولانا نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم موجود حکومت سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی شرانگیزیوں پر نظر رکھیں، قادیانیوں کا تخریب کار گروہ پاکستان اور اہل پاکستان کو مٹانے کے درپے ہے لیکن یاد رکھیں پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے، اس کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔ کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ ڈکٹیٹر حکمرانوں نے اپنے ظلم کی انتہا کرتے ہوئے لال مسجد میں معصوم بچوں کو بلڈوز کیا پوری قوم اس پر خاموش رہی سوائے چند فیصد کے، یہی وجہ ہے کہ آج پورا ملک مہنگائی، بدامنی اور لوٹ مار کی لپیٹ میں ہے۔ قاری خلیل احمد بندھانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ پہلے انبیاء کی نبوت مختصر وقت، مخصوص علاقہ کے لئے ہوتی تھی لیکن حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام انسانوں، جن، پرند، درند، حجر و شجر حتیٰ کہ کائنات کے اندر جو بھی چیز ہے آپؐ سب کے نبی ہے اور قیامت تک کے لئے نبی ہیں، آپؐ کے بعد کسی کانے دجال کو ہم منصب نبوت پر فائز ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسعد تھانوی، مولانا بشیر احمد، مولانا ابو محمد، مولانا عبدالعزیز قریشی پیر شریف و دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد حسین ناصر نے انجام دیئے۔ کانفرنس میں مندرجہ ذیل قراردادیں بھی پاس ہوئیں:

۱:...... یہ اجتماع حکومت پاکستان سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے تمام یورپین ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات کو ختم کرے۔

۲:...... یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام گستاخ ممالک کی مصنوعات کا حکومتی سطح پر بائیکاٹ کیا جائے۔

۳:...... تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع موجودہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو فارغ کیا جائے اور ان کی جگہ دیندار ملازم مقرر کئے جائیں۔

۴:...... تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کے شرکاء سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ قادیانی مصنوعات شیزان، OCS، ذائقہ گھی اور دیگر قادیانی اداروں کا بائیکاٹ کیا جائے۔

۵:...... یہ اجتماع مقامی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ شہر کی خستہ حال سڑکوں کی تعمیر نو کا کام جلد مکمل کیا جائے اور پینے کے صاف پانی کا فوری اہتمام کیا جائے۔

۶:...... یہ اجتماع مقامی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ شہر کو امن کا گہوارہ بنایا جائے، بدامنی، چوری جیسے حساس معاملات پر قابو پایا جائے۔

☆☆..........☆☆

بہترین اخلاق کا کرشمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے جس طرح تم انسانوں میں روزی کی تقسیم فرمائی ہے، اسی طرح اخلاق بھی تقسیم فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ دنیا تو سب کو دیتا ہے، ان لوگوں کو بھی جنہیں وہ پسند کرتا ہے اور ان لوگوں کو بھی جنہیں وہ ناپسند کرتا ہے۔ لیکن دین پر چلنے کی توفیق صرف ان لوگوں کو دیتا ہے، جن سے اسے محبت ہوتی ہے، تو جن کو اس نے دین بخشا، یوں سمجھو وہ اللہ کے محبوب بندے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! کوئی بندہ (کامل) مسلمان نہیں کہ اس کا پڑوسی اس کے "بوائق" سے محفوظ اور مطمئن نہ ہوجائے۔ لوگوں نے پوچھا: حضورؐ! "بوائق" کیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد ہے حق ماری اور ظلم (یعنی پڑوسی کو نہ دبائے اور نہ اس پر ظلم کرے)۔ مرسلہ: ابو فضیل احمد خان، کراچی

کامیابی کی ضمانت

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

''میرے بندے تو میرے غیر کو لے کر کیا کرے گا، تجھے تو چاروں طرف سے میری خیر نے گھیر رکھا ہے۔''

یہ حدیث قدسی کا مفہوم ہے، حدیث قدسی ان مبارک کلمات کا نام ہے، جن میں اللہ رب العالمین نے براہ راست ابن آدم کو خطاب کیا ہے، جیسے اس حدیث قدسی میں میرے بندے ''عبدی'' کے خطاب سے نوازا ہے اور کہیں ''یـا ابن آدم''...اے آدم کے بیٹے... جیسے کلمات دل نواز سے خطاب کیا ہے، عجیب بات ہے کہ اللہ کو تو سارے ہی انسان محبوب ہیں، اس لئے کہ وہ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام اللہ کے محبوب مسجود ملائکہ ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:

''مـا یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و آمنتم و کان اللہ شاکراً علیما۔''

''اگر تم لوگ اللہ کے شکر گزار بندے بن جاؤ اور ایمان کی نعمت سے بھی سرفراز ہو جاؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تو (خوب) قدر دان ہے، خوب علم والا ہے۔''

کہیں ارشاد ہوتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔''

کہیں ارشاد ہوتا ہے:

''انسان بڑا ہی ظالم، بڑا ہی نادان ہے۔''

اس طرح کی بے شمار آیات قرآن مجید، کلام الٰہی میں پھیلی ہوئی ہیں اور دعوت فکر دے رہی ہیں:

''کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے، کیا یہ لوگ سوچ اور فکر سے کام نہیں لیتے، کیا یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے، کیا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں۔''

پھر اعلان ہوتا ہے:

''ایسے لوگوں کے دل تو ہیں مگر وہ لوگ ان سے غور و فکر اور فہم و تدبر کا کام نہیں لیتے، ان کے کان تو ہیں لیکن وہ ان سے سماعت کا کام نہیں لیتے، ان کی آنکھیں تو ہیں مگر وہ ان سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔''

ان آیات کریمہ میں انسان کو فطرت کی طرف یعنی اللہ کی تخلیق کی طرف دعوت فکر ہے۔ غیر مسلم اہل علم و فضل مورخ بھی جب دنیا کے سو بڑے انسانوں کی سوانح حیات لکھتا ہے تو پہلے نمبر پر سید الانبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھنے اور ان کی صفات طیبہ کا ذکر کرنے پر اپنے کو مجبور پاتا ہے۔ اللہ کریم نے انسان کو درست فطرت پر یعنی فطرت اسلامی پر پیدا فرمایا ہے، پھر اسے دوراہے پر کھڑا کر دیا اور اختیار دے دیا ہے اور اعلان کر دیا ہے:

''مـن شـاء فـلیؤمن و من شاء فلیکفر۔''

جن کی مرضی ہو دولت ایمان سے جھولیاں بھر لے اور جس کی مرضی ہو کفر و فسق و فجور کے اندھیروں میں نفسانی خواہشات کے مزے اڑاتے...

اسی اختیار پر ہی نتیجہ جنت ہے یا دوزخ ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

انسان کو اللہ نے مسجود ملائکہ بنایا اور اپنی محبت اور معرفت کا ذرہ اس کی فطرت میں رکھ دیا اتنی مہربانی اور بھی کردی کہ ہر زمانہ میں ہر بستی میں، ہر قوم میں انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر ہدایت کی راہیں دوپہر کے چمکتے سورج سے زیادہ واضح کر دیں، اب ایک طرف تو نبوت کو ایمان کی نگاہ سے دیکھنے والے صدیق بنتے رہے، دوسری طرف خود پرستی اور نفسانیت کی نگاہ سے نبی کو دیکھنے والے ابوجہل، ابولہب کا روپ دھار کر سامنے آتے رہے، مکہ میں رہ کر، اللہ کے گھر کا پڑوسی ہو کر بھی ان کی قسمت ان کا ساتھ نہ دے سکی....

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مال و دولت، جسم و جان سب اللہ کے نبی پر قربان کر دیا اور بلا فصل خلافت نصیب ہوئی، لیکن نبوت کے بعد سب سے اہم عہدہ، خلافت خاتم النبیین، خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم مل جانے کے باوجود کفن کے لئے نیا کپڑا پسند نہ فرمایا اور ان کو انہی کے پرانے کپڑوں میں کفن دیا گیا، وفات کے بعد گھر میں کچھ مال و دولت نہ تھی، وہ تو نبی کے قدموں پر پہلے ہی نچھاور کر چکے تھے... ابوجہل دو بچوں کے ہاتھ سے قتل ہوا، ابولہب نشان عبرت بنا، عتبہ شیبہ جیسے سادات قریش کی لاشیں کھینچ کر پرانے ویران کنوئیں میں پھنکوا دی گئیں، یہ سب سرداران قریش تھے، عزت مند لوگ تھے، اپنے زمانہ کے نامور اور جوار کعبہ کی وجہ سے بھی نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، مگر اصول ہے: ''مـن بطـا بہ عملہ لـم یسـرع بـہ نسبـہ''... جن کے اعمال ذریعۂ عزت و نجات نہ بنے، ان کے حسب و نسب نے ان کو قدر و منزلت نہ دی... اور جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو اپنایا تو زبان نبوی میں وہ آسمان نبوت کے منور ستارے بن گئے، حتیٰ کہ آزادی ہند کے بعد انڈین نیشنل کانگریس کی قانون ساز اسمبلی میں بڑا معروف ہندو لیڈر تقریر کرتے ہوئے اعلان کر رہا تھا کہ: ''اگر تم لوگ دنیا میں عزت اور سیاست میں کامیابی چاہتے ہو تو مسلمانوں کے دو رہنما گزرے ہیں، ان کی من و عن پیروی کرلو'' یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ''الـفـضـل مـا شـهـدت بـه الاعـداء''... فضیلت اور بڑائی تو وہی ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں....

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

تمام صدقات جاریہ
میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد

امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن

ناظم اعلیٰ